﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۹ | جمعۃ المبارک ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۲ء | ۱۰/شعبان ۱۴۲۳ ہجری قمری ۔ ۱۸/اخاء ۱۳۸۱ ہجری شمسی | شمارہ ۴۲

گناه اور قرض سے نجات

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز میں یہ دعا بھی کیا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ"

اے اللہ! میں گناہ اور قرض کے بوجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب الدعا قبل السلام)

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اُس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلّی ملنے لگتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت ہو جاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آجاتا ہے۔اس ذاتی محبت کو دعا سے حاصل کرنا چاہئے۔

"جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبتِ بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے۔اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہو گا۔

صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان ﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبه:۱۱۹) کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں، وہ بھی ان میں سے ہی ہے کیونکہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور رہے۔

غرض نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امارہ والے میں نفس امارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے۔ مطمئنہ والے کو پہلی نعمت یہ دی جاتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے آرام پاتا ہے جیسے فرمایا ﴿يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾ (الفجر:۲۸-۲۹) یعنی اے خدا تعالیٰ میں آرام یافتہ نفس اپنے رب کی طرف آجا۔ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی۔

اس میں ایک باریک نکتہ معرفت ہے جو یہ کہا کہ خدا تجھ سے راضی تو خدا سے راضی۔ بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس مرحلہ پر نہیں پہنچتا اور لوامہ کی حالت میں ہوتا ہے اس وقت تک خدا تعالیٰ سے ایک قسم کی لڑائی رہتی ہے یعنی کبھی کبھی وہ نفس کی تحریک سے نافرمانی بھی کر بیٹھتا ہے لیکن جب مطمئنہ کی حالت پر پہنچتا ہے تو اس جنگ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے صلح ہو جاتی ہے۔ اس وقت وہ خدا سے راضی ہوتا ہے اور خدا اس سے راضی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ لڑائی بھڑائی بالکل جاتی رہتی ہے۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ ہر شخص خدا تعالیٰ سے لڑائی رکھتا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتا ہے اور بہت ساری امانی اور امیدیں رکھتا ہے لیکن اس کی وہ دعائیں نہیں سنی جاتیں یا خلاف امید کوئی بات ظاہر ہوتی ہے تو دل کے اندر اللہ تعالیٰ سے ایک لڑائی شروع کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر بدظنی اور اس سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن صالحین اور عباد الرحمٰن کی کبھی اللہ تعالیٰ سے جنگ نہیں ہوتی کیونکہ رضا بالقضا کے مقام پر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حقیقی ایمان اس وقت تک پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک انسان اس درجہ کو حاصل نہ کرے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی اس کی مرضی ہو جائے، دل میں کدورت اور تنگی محسوس نہ ہو بلکہ شرح صدر کے ساتھ اس کی ہر تقدیر اور قضا کے ماننے کو تیار ہو۔ اس آیت میں ﴿رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾ کا لفظ اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یہ رضا کا اعلیٰ مقام ہے جہاں کوئی ابتلا باقی نہیں رہتا۔ دوسرے جس قدر مقامات ہیں وہاں ابتلا کا اندیشہ رہتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ سے بالکل راضی ہو جاوے اور کوئی شکوہ شکایت نہ رہے تو اس وقت محبت ذاتی بیدار ہو جاتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ سے محبت ذاتی پیدا نہ ہو تو ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے لیکن جب ذاتی محبت ہو جاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آجاتا ہے۔ اس ذاتی محبت کو دعا سے حاصل کرنا چاہئے جب تک یہ محبت پیدا نہ ہو انسان نفس امارہ کے نیچے ہیں۔ ان کا قول ایہہ جہان مٹھا اگلا کنے ڈٹھا یہ لوگ بڑی خطرناک حالت میں ہوتے ہیں اور لوامہ والے ایک گھڑی میں ولی اور ایک گھڑی میں شیطان ہو جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۴۹-۲۵۱)

جس زمانے میں آنحضرت ﷺ بھیجے گئے اور قرآن شریف نازل کیا گیا اس زمانے پر ضلالت اور گمراہی کی ظلمت طلوع ہو رہی تھی

اللہ نے ایک عظیم ذکر نازل کیا ہے رسول کے طور پر جو تم پر اللہ کی روشن کردینے والی آیات تلاوت کرتا ہے تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۴/اکتوبر ۲۰۰۲ء)

(لندن ۴/اکتوبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل و عاجل شفا یابی اور صحت وتندرستی کے لئے دردمندانہ دعاؤں، صدقات اور نوافل کا سلسلہ جاری رکھیں

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر اعلانات اور امرائے ممالک کے نام سرکلرز کے ذریعہ احباب جماعت کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاعات پہنچائی جاتی ہیں۔ جن کے مطابق بیماری کا زیادہ اثر جسم کے بعض حصوں میں خون پہنچانے والی چھوٹی نالیوں پر ہے۔ اور یہی جسمانی کمزوری کی علامات کی وجہ ہے۔ اس مرض کا علاج بھی بلڈ پریشر، شوگر اور خون میں کولیسٹرول کے کنٹرول کرنے کے علاج کے ساتھ جاری ہے۔ اس کے علاوہ ماہر امراض قلب کی نگرانی میں مزید ٹیسٹ و تحقیق وعلاج کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ کی صحت وسلامتی والی فعال لمبی عمر کے لئے دردمندانہ دعاؤں، صدقات اور نوافل کا سلسلہ جاری رکھیں کہ شافی مطلق اپنے فضل ورحم کے ساتھ حضور انور کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ! اَذْھِبِ الْبَأْسَ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ. لَاشِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُ كَ . شِفَآءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا. آمین

اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر خرچ کرنے والے کا اجر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ ایک اور بہت ہی لطیف مثال دیتے ہیں کہ کس طرح نیتوں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ اموال میں ایسی برکت دیتا ہے کہ بعض دفعہ عام قدرت سے ہٹ کر ایسے لوگوں کے اموال میں برکت کے سامان کئے جاتے ہیں اور ان کی نشو و نما کی حفاظت کی جاتی ہے اور یہ حدیث مسلم کتاب الزھد سے لی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک آدمی بے آب و گیاہ جنگل میں تھا جہاں خشکی تھی اور گھاس کی پتیاں بھی نہیں اگتی تھیں لیکن بادل بہت گھر کر آئے ہوئے تھے۔ اس نے بادل سے ایک آواز سنی کہ اے بادل تو فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ اور وہ بادل اس جگہ کو چھوڑ کر ایک اور سمت چل پڑا۔ اب اس شخص کے دل میں تعجب پیدا ہوا کہ میں دیکھوں تو سہی یہ کیا بات ہے۔ وہ اس بادل کی پیروی میں جہاں جہاں وہ بادل جا رہا تھا اس طرف چل پڑا یہاں تک کہ اس نے دیکھا کہ وہ بادل ایک نالے پر جا کر برسا ہے اور خوب برسا ہے۔ وہ اس نالے کے ساتھ ساتھ چل پڑا، دیکھا تو اسی نالے سے ایک شخص نے پانی نکال کر اپنے کھیتوں کی طرف رخ موڑا ہوا تھا۔ اس کو بادل سے جو آواز آئی اس میں اس کا نام بھی بتایا گیا تھا۔ اللہ کی طرف سے بادل کو حکم ملتا ہے کہ اے بادل! میرے فلاں بندے کے کھیتوں میں جا کر برس۔ اس نے دیکھا تو اس نے اس سے پوچھا کہ بھائی تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے وہی نام بتایا جو بادل کی آواز کے ساتھ اس نے سنا تھا۔ اس پر اس نے کہا مجھ سے یہ عجیب واقعہ ہوا ہے۔ تو کرتا کیا ہے؟ مجھے بتا تو سہی کہ تیرے وہ کون سے اعمال ہیں جو اللہ کو اتنے پسند آگئے ہیں کہ بادلوں کو حکم دیتا ہے کہ جا اور میری خاطر برس۔ تو اس نے کہا کہ اب تم نے بات چھیڑ دی ہے بتا ہی دیا ہے قصہ۔ تو اب سن لو کہ میرا دستور یہ ہے کہ جو کچھ بھی مجھے آمد ہوتی ہے میں اس کا ۱/۳ پہلے خدا کے لئے نکال دیتا ہوں پھر ۱/۳ کھیتی کا حق ادا کرنے کے لئے تاکہ آئندہ فصل کے لئے جو ضروریات ہیں وہ پوری کروں الگ کر دیتا ہوں پھر جو ۱/۳ بچتا ہے وہ اپنے اہل و عیال پر، دوستوں پر اپنی دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ بس اتنا سا میرا کام ہے اور اللہ کو یہی بات پسند آگئی ہے۔

آپ کو یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ جو نظام جماعت میں آپ دیکھتے ہیں کہ ۱/۳ تک وصیت کی اجازت ہے زیادہ کی نہیں یہ ایک مستقل آسمانی ہدایت ہے یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے ۱/۳ کی شرط لگائی ہے۔ ۱/۱۰ وصیت میں کم سے کم اور ۱/۳ زیادہ سے زیادہ۔ لیکن ۱/۳ ہو یا ۱/۱۰ ہو اگر اللہ کی محبت کی خاطر خرچ کریں گے اور باقاعدہ نیت باندھیں کہ میں اپنے اللہ کو راضی کروں گا تو جو کچھ اللہ کا ہے وہ آپ کا ہو جایا کرتا ہے۔ خدا کی کائنات آپ کے لئے مسخر کر دی جاتی ہے اور اسی کی یہ مثال ہے کہ جو میں نے حدیث کی صورت میں آپ کے سامنے رکھی ہے"۔ (از خطبہ جمعہ ۲۵/اگست ۱۹۹۵ء)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الطلاق کی آیات ۱۱۔۱۲ کی تلاوت کی جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ نے تمہاری طرف ایک عظیم ذکر نازل کیا ہے ایک رسول کے طور پر جو تم پر اللہ کی روشن کر دینے والی آیات تلاوت کرتا ہے تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔

حضور ایدہ اللہ نے ان آیات کے تحت مختلف مفسرین کی آراء بیان کرتے ہوئے بتایا کہ علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ یہاں ﴿ذِكْرًا﴾ سے مراد قرآن ہے۔ مفسرین کے ایک طبقہ کا یہ خیال ہے کہ ذکر سے مراد رسول ہے۔ علامہ فخر الدین رازی کے نزدیک اس کی دو تاویلیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہاں ذکر سے مراد اَلرَّسُوْل ہے اور دوسرے یہ کہ اللہ نے تم پر ذکر نازل فرمایا اور رسول بھیجا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان آیات سے ثابت ہے کہ جس زمانے میں آنحضرتؐ بھیجے گئے اور قرآن شریف نازل کیا گیا اس زمانے پر ضلالت اور گمراہی کی ظلمت طاری ہو رہی تھی اور کوئی ایسی قوم نہیں تھی کہ جو ظلمت سے بچی ہوئی ہو۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے آئینہ کمالات اسلام کا وہ اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ وارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء، سید الاصفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سو وہ نور اس کو دیا گیا۔

کنو ایسا جام پلا ساقی، نہ کھوٹ رہے ذرّہ باقی

(ماسٹر محمد شفیع اسلم۔ مرحوم)

(حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ۱۹۲۴ء میں قادیان سے انگلستان کے سفر پر تشریف لے گئے۔ یہ نظم متھرا اور آگرہ کے درمیان چلتی ریل گاڑی میں مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کو سنائی جو اخبار الفضل قادیان ۳/اگست ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی۔)

کنو پریت کا پیاسا روت ہے۔ رو رو کے پرائن کھووت ہے
اک ٹھلیا سے کا ہووت ہے۔ بھر بھر کے جام پلا دینا
ہو پریم بھرا ایسا وہ نشہ۔ جو راکھے مست الست سدا
دن رین برابر رہے چڑھا۔ یہ حسرت ہے سو مٹا دینا
کنو ایسا جام پلا ساقی، نہ کھوٹ رہے ذرّہ باقی
ہو جاوے نوری یہ خاکی۔ قدرت کے کھیل دکھا دینا
تو جاوت انگلستانن میں ہم تڑپت ہندوستانن میں
اے پیتم آیو آنن میں کچھ درد کے آ کے دوا دینا
من یاد کرت توری پَل پَل۔ جیا فرقت میں ایسو بیکل
جوں مچھلی تڑپت ہے بن جَل۔اک جلدی سے چھینٹا دینا
گو رنج جدائی میں ہے بڑا پر یہی ہے اس مالک کی رضا
اے مولا اپنے فضلوں کا اس سفر میں مینہ برسا دینا
اب وعدے پورے ہوں تیرے۔ یہ جا کر عالم کو پھیرے
اس چاند سے ہوں دور اندھیرے۔ سورج پچھّم سے چڑھا دینا
مٹ جائے کفر کا نام وہاں اور پھیلے نورِ اسلام وہاں
ہو چرچا اس کا عام وہاں۔ یہ سندر سموں دکھا دینا
اے آقا اب ہوتے ہیں جدا دل بھر بھر لیکن ہے آتا
لو حافظ ناصر رہے خدا۔ پھر لوٹ کے چہرہ دکھا دینا
یہ حالت تورے اسلم کی ہے۔سر پہ گٹھڑیا پاپن کی
اس بوجھ سے ٹوٹ کمریا گئی آفت سے جان چھڑا دینا

(مرسلہ: احمد طاہر مرزا۔ ربوہ)

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء

ذکرِ حبیب

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی، آپ کی سیرت طیبہ اور اخلاق حسنہ کے مختلف پہلوؤں کا دلنشیں تذکرہ)

مرزا غلام احمد ۔ایم ۔اے، ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ

خاکسار کو "ذکرِ حبیب" کے موضوع پر کچھ بیان کرنے کا حکم ہوا ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی، آپ کی سیرت اور آپ کے اخلاق کے بارے میں کچھ بیان کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا سرسری سا مطالعہ کرنے والے بھی اس بات کی شہادت دیں گے کہ حضور کے اخلاق فاضلہ کا سب سے اہم، سب سے نمایاں اور سب سے روشن پہلو اپنے خالق و مالک، اپنے ربّ کے ساتھ محبت کا تعلق ہے۔ سیرت کے اسی پہلو کے بارے میں چند واقعات پیش ہیں۔

محبّتِ الٰہی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی عمر میں بہت چھوٹے تھے اور ایسی عمر میں تھے جب بچوں کو صرف کھیل کود کا شوق ہوتا ہے۔ ان کی خواہشات بہت معمولی، وقتی اور سطحی ہوتی ہیں اور ان کی تمنائیں محسوس دنیا سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ بچپن کی اس عمر میں حضور کی خواہش کیا ہے؟ اور آپ کے دل میں کیا تمنائیں ہیں۔ اس کا اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔ آپ کی ماموں زاد جو آپ سے بھی عمر میں چھوٹی تھیں اور جو بعد میں آپ کے نکاح میں آئیں۔ آپ انہیں فرمایا کرتے تھے۔

"دعا کر خدا میرے نماز نصیب کرے"

ایک چھوٹی عمر کے بچے کے دل میں پلنے والی یہ تمنا بہت کم جوانوں بلکہ بوڑھوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اس تمنا سے جہاں حضور کا نماز پڑھنے کے لئے شوق اور لگن ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بچپن کی عمر سے ہی آپ دعاؤں کی قبولیت پر یقین رکھتے تھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ خداتعالیٰ سے محبت کرنے، اس سے پیار کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے نماز سے بڑھ کر کوئی راستہ نہیں اور دعا سے بڑھ کر کوئی طریق نہیں!

حضور کی جوانی کا آغاز ہے۔ مکتب کی تعلیم کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اور اب وہ وقت آیا ہے کہ حضور اپنی زندگی کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کریں۔ اور زندگی بسر کرنے کے سامان کریں۔ ایسے میں آپ کے معمولات کیا ہیں۔ یہ واقعہ اس پر روشنی ڈالتا ہے۔

ایک معزز سکھ زمیندار جن کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھرانہ سے خاندانی تعلقات ہیں روایت کرتے ہیں کہ ایک بڑے افسر نے ایک بار آپ کے والد صاحب سے پوچھا:

"سنتا ہوں کہ آپ کا ایک چھوٹا بیٹا بھی ہے۔ مگر ہم نے اسے کبھی دیکھا نہیں۔"

حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا:۔

"ہاں! میرا ایک چھوٹا بیٹا تو ہے مگر وہ دلہنوں کی طرح کم ہی نظر آتا ہے۔ اگر اسے دیکھنا ہو تو مسجد کے کسی کونہ میں جا کر دیکھ لیں۔ وہ تو "مسیتڑ" ہے۔ مسجد میں ہی رہتا ہے۔ اور دنیا سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

انہی ایام کی بات ہے اور غالباً ان سکھ زمیندار کا ہی واقعہ ہے جن کی روایت ابھی بیان کی گئی ہے۔ وہ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب ان کے ذریعے حضور کو پیغام بھجواتے ہیں کہ:

"ایک بڑے افسر کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس کو کہہ کر بہت اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔"

یہ پیغام ان معزز سکھ زمیندار کے ذریعے بھجوانے کا ایک مقصد غالباً حضرت والد صاحب کے مدِّنظر یہ بھی ہوگا کہ وہ بھی حضور کو تحریک کریں کہ یہ ایک اچھا موقعہ ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ چنانچہ یہ دوست حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ کو آپ کے والد صاحب کا پیغام پہنچا کر تحریک بھی کرتے ہیں کہ یہ موقعہ ہرگز ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے۔ حضور نے یہ پیغام سنا اور فرمایا:۔

"حضرت والد صاحب سے عرض کر دیں کہ میں ان کی مہربانی، ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں۔ لیکن میری نوکری کی فکر نہ کریں۔ میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں"

وہ دوست حیرانی کی حالت میں حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کے پاس واپس آئے اور عرض کیا کہ آپ کے بچے نے تو یہ جواب دیا ہے کہ:۔

"میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں"

وہ حیران تھے اس لئے کہ وہ حضور کے اس جوابی پیغام کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ مگر حضور کے والد صاحب اپنے بیٹے کے مزاج سے واقف تھے اور یوں بھی بہت نکتہ شناس فطرت رکھتے تھے۔ یہ جواب سن کر آپ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمانے لگے۔

"اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ میں نوکر ہو چکا ہوں؟ تو پھر خیر ہے۔ اللہ اسے ضائع نہیں کرے گا"۔

اور بعد کی زندگی میں کبھی کبھی حسرت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے:۔

"سچا راستہ تو یہی ہے جو غلام احمد نے اختیار کیا ہے۔ میں تو صرف ترحم کے طور پر اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے یعنی دین کی طرف۔ صحیح اور سچی بات تو یہی ہے۔ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔"

مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اور دنیا کے حالات پر نظر کر کے اکثر فکرمند رہتے تھے کہ میری وفات کے بعد میرے اس بیٹے کا ہوگا کیا؟

یاد رہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب برصغیر ہندوپاک کے بڑے خاندانوں کے افراد کے لئے سرکاری ملازمت کا حصول زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہوتی تھی۔ اور اس کے لئے ہر قسم کے جائز

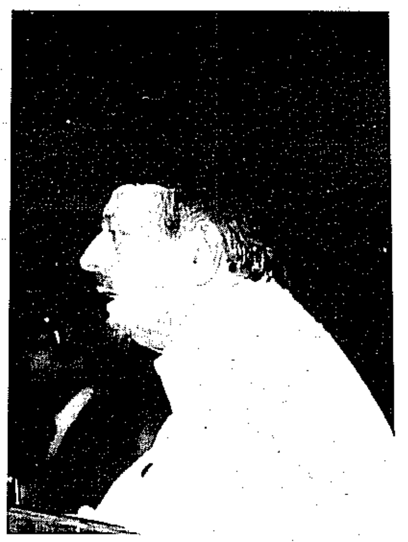

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے

وناجائز ذرائع کا استعمال روا رکھا جاتا تھا۔ خود حضور کے بڑے بھائی حضرت مرزا غلام قادر صاحب سرکاری ملازمت میں تھے اور ایک معزز عہدہ پر فائز تھے۔ اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے بھائی بڑے بھائی کو دیکھ کر اپنی زندگی بھی اسی نہج پر گزارنے کی خواہش رکھتے ہیں!

نماز کی ادائیگی کے لئے ذوق و شوق اور رغبت صرف بچپن کی عمر تک محدود نہ تھا۔ حضور کی جوانی کے دنوں کی بات ہے۔ ان دنوں آپ حضرت والد صاحب کی ہدایت کے مطابق زمینداری کے مقدمات کے سلسلے میں مصروف تھے۔ اس زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میرے والد صاحب اپنے آباء واجداد کے بعض دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے لگا دیا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔"

وہ لوگ جنہوں نے کبھی مقدمہ کیا ہو یا خود کبھی کسی مقدمہ میں ماخوذ رہے ہوں جانتے ہیں کہ فریق مقدمہ مدعی ہوں یا مدعا علیہ، ایک بے چینی اور بے قراری کی حالت میں رہتے ہیں اور ایک اضطراب کی کیفیت اور گھبراہٹ ان پر طاری ہو جاتی ہے۔ مگر حضور کا حال یہ ہے کہ ان مقدمات کی پیروی کے لئے جاتے ہیں اور طبیعت میں کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں۔ کوئی بے چینی آپ کو لاحق نہیں ہوتی۔ کوئی اضطراب آپ کو بے کل نہیں کرتا۔ پوری طرح صوفیاء کے اس طریق پر عمل پیرا ہوتے ہیں کہ "دست باکار و دل بایار"۔ والد صاحب کی طرف سے عائد کردہ ان فرائض کی بجا آوری میں کبھی ایسا موقعہ نہیں آتا کہ آپ اللہ کی یاد سے ایک لحظہ کے لئے بھی غفلت برتیں یا اللہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی سے پہلوتہی کریں۔ بسااوقات ایسا ہوا کہ آپ نماز پڑھنے میں مصروف ہیں اور اُدھر عدالت میں طلبی ہو گئی۔ آپ پوری سکینت اور پورے اطمینان کے ساتھ نماز میں مصروف رہے اور نماز کی تکمیل کے بعد ہی عدالت میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ اسی قسم کے ایک واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی مگر میں نماز میں تھا۔ فریق ثانی پیش ہو گیا اور اس نے یک طرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا۔ مگر عدالت نے پروانہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ میں جب نماز سے فارغ ہو کر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیرحاضری کو دیکھا ہو مگر جب میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا کہ میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں۔

حضور کے لئے آپ کے والد صاحب کی فکرمندی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ وہ اپنی محبت کے باعث حضور کے لئے فکرمند رہتے تھے کہ ان کے بعد حضور کا کیا ہوگا۔ حضرت والد صاحب کی وفات کے موقعہ پر خود حضور کے دل میں بھی ایک لحظہ کے لئے یہ خیال گزرا کہ آمد کے کئی ذرائع حضرت والد صاحب کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان کی وفات کے بعد نہ جانے حالات کیا رُخ اختیار کریں۔ مگر وہ خدا جس سے آپ نے محبت کی تھی اور جس کے عشق میں آپ اپنا سب کچھ قربان کر چکے تھے۔ اور جو آپ کے دل کے راز سے آگاہ تھا اور اس محبت سے باخبر تھا جو اس کے لئے آپ کے دل میں تھی۔ وہ خدا بڑا وفادار اور بڑا قدر کرنے والا خدا ہے۔ اس نے اپنے اس بندہ کو جس نے اوائل عمری میں اس کے ساتھ محبت کا عہد باندھا تھا، اپنے اس الہام کے ساتھ تسلی دی۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

یعنی "کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں"

چنانچہ بعد کی زندگی میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"جب مجھے خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے۔ تو بموجب بمقتضائے بشریت مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور .... خیال گزرا کہ

ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں گزر گیا۔ تب اسی وقت غنودگی ہو کر یہ الہام ہوا الیس اللہ بکاف عبدہ یعنی کیا خدا اپنے اس بندہ کے لئے کافی نہیں .... اس الہامِ الٰہی کے ساتھ .... دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے .... میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرماتے تھے اور بعض اوقات قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ یہ الہام اس شان اور اس جلال کے ساتھ نازل ہوا کہ میرے دل کی گہرائیوں میں ایک میخ کی طرح پیوست ہو گیا اور اس کے بعد اللہ نے اس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ یا کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست کیا کر سکتا ہے۔ اور فرماتے تھے اس کے بعد مجھ پر خدا کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ ناممکن ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں۔

عشقِ رسولؐ

اللہ تعالیٰ سے محبت کے بعد حضور کی زندگی کا سب سے اہم پہلو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور عشق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی اللہ کے ساتھ محبت کا ہی ایک رنگ ہے۔ خدا کی محبت کا یہ تقاضا ہے کہ اس کی طرف سے آنے والے سے بھی محبت کی جائے۔ اپنے ایک شعر میں حضور فرماتے ہیں:۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ خدا کی محبت کے بعد میں اس کے رسول کے عشق کی مے سے مخمور ہوں۔ اگر کوئی اس عشق کو کفر خیال کرتا ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر انسان ہوں۔

حضور کے دعویٰ سے بہت پہلے کی بات ہے۔ حضور اپنے چچا جناب مرزا غلام حیدر صاحب کے گھر کھانے پر مدعو تھے۔ آپ کی چچی بی بی صاحب جان کے منہ سے دوران گفتگو ایک ایسا کلمہ نکلا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کا رنگ رکھتا تھا۔ اس کا ایسا اثر آپ کی طبیعت پر ہوا کہ آپ کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا۔ اور باوجود اس احترام کے جو آپ بزرگوں کا کرتے تھے کھانا چھوڑ کر ان کے گھر سے چلے گئے اور پھر ان کے گھر آنا جانا اور اُن کے گھر کا کھانا پینا ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔

اسی ابتدائی زمانہ کے حالات کے بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنے بڑے بھائی حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے دریافت کیا اور حضور کے اخلاق و عادات کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا:

"ایک بات میں نے والد صاحب (مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام) میں خاص طور پر دیکھی ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ اور غصہ سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں۔ اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی اور شخص میں نہیں دیکھا۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ نے اس بات کو بار بار دہرایا۔ واضح رہے کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے یہ بات اس وقت بیان کی جب ابھی وہ جماعت میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

بعد کے زمانے کی بات ہے۔ پنڈت لیکھرام کے نام سے ہر احمدی واقف ہے۔ یہ اسلام کے بدترین دشمن اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید معاند اور گندہ دہن مخالف تھے۔ انہوں نے آنحضورؐ پر اعتراض کرنا اپنا وطیرہ بنالیا تھا۔ حضورؑ اُن کے اعتراضات کے جواب دیتے تھے اور ایسے جواب دیتے تھے کہ ہر سمجھ دار کی تشفی کے لئے کافی ہوتے تھے لیکن پنڈت لیکھرام کا مقصد صرف اعتراض کرنا تھا اور اس میں وہ سچ اور جھوٹ کی تمیز بھی روا نہ رکھتے تھے۔ بالآخر ان کا اور حضور کا یہ مقابلہ حضورؑ کے ایک مباہلہ پر اختتام پذیر ہوا جس کے نتیجے میں پنڈت جی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے حضور فیروزپور سے قادیان تشریف لا رہے تھے۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ اس سفر میں حضور کے ساتھ تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ پنڈت لیکھ رام ملا اور مجھ سے اس نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ میں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سنایا تو...... بھاگا ہوا وہاں آیا جہاں حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کیا۔ مگر حضرت نے یونہی آنکھ اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے۔ اس نے سمجھا شاید سنا نہیں۔ اس لئے اس نے پھر سلام کیا۔ مگر حضور نے جواب نہ دیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھ رام سلام کرتا تھا۔ فرمایا:۔

"اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی توہین کی ہے۔ یہ میرے ایمان کے خلاف ہے کہ میں اس کا سلام لوں۔ آنحضرتؐ کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔"

جماعت کے اکثر افراد نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں حضور علیہ السلام کا کلام پڑھا اور سنا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ جو شخص جماعت کے کسی ایک جلسہ میں بھی کبھی شامل ہوا ہے وہ اس بات کا گواہ ہے کہ حضور کے کلام میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو جذباتِ عشق و محبت اور جو تڑپ اور جو فدائیت پائی جاتی ہے وہ کسی اور کلام میں نہیں ملتی۔ حضور کا عربی، فارسی اور اردو کلام ایسے بے شمار اشعار سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن ؎

دامانِ نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

ایک نظم میں آنحضورؐ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی محبت کی مے میں مخمور ہو کر اور آنحضورؐ کو دونوں جہانوں کی تمام برکتوں اور تمام نوروں کا منبع اور مصدر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجی یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے سب اس نے کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
آنکھ اس کی دُور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اپنی ایک اور اردو نظم میں اپنے جذبہ عشق و محبت کا یوں اظہار کرتے ہیں:۔ ؎

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
نقش ہستی تیری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تری رہ میں اُڑایا ہم نے
تیرا مے خانہ جو اک مرجع عالم دیکھا
خم کا خم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

مگر اس کے باوجود یہ ایک عجیب بات ہے اور یہ حضورؑ کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جذبات عشق و محبت کا ہی کرشمہ ہے کہ حضورؑ اپنی غیر معمولی محبت، فقید المثال عشق اور آنحضورؐ کے لئے فدائیت کے اس جذبہ کے ہاتھوں اس قدر مجبور ہو جاتے ہیں کہ جہاں بھی آنحضورؐ کے ساتھ غیر معمولی محبت کا اظہار دیکھتے ہیں آپ کے دل میں یہ تمنا بیدار ہو جاتی ہے کہ کاش ایسا اظہار بھی میری طرف سے ہی ہوتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضورؑ مسجد مبارک میں تنہا ٹہل رہے تھے اور زیر لب کچھ گنگنا رہے تھے۔ اور اس وقت حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ایسے میں ایک دوست مسجد میں آئے۔ انہوں نے حضور کی یہ کیفیت دیکھی اور یہ سننے کی کوشش کی کہ حضور کیا گنگنا رہے ہیں تو انہوں نے سنا کہ حضور حسانؓ بن ثابت کا وہ شعر پڑھ رہے ہیں جو انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا کہ ؎

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

یعنی اے میرے پیارے تو میری آنکھ کی پتلی تھا اور تیری وفات سے میری آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔ مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا۔ اب کوئی جیئے یا مرے مجھے اس سے کیا؟

روایت کرنے والے بزرگ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے حضور کو تنہا ٹہلتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ آنسو آپ کی آنکھوں سے جاری ہیں تو میں نے حضور سے عرض کیا۔ حضور! کیا بات ہے؟ کیا صدمہ پہنچا ہے؟ فرمایا:

"میں حسانؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔

حضور کی زندگی کے حالات سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہر قسم کے مصائب آئے۔ ہر قسم کی تنگی کے حالات سے آپ گزرے۔ مخالفوں کی طرف سے طرح طرح کے ستم آپ پر توڑے گئے۔ اپنوں کی بے اعتنائیاں، طعن و تشنیع اور بدسلوکی کا آپ نشانہ بنے۔ طرح طرح کے مقدمات آپ پر قائم کئے گئے حتی کہ قتل کا مقدمہ آپ کے خلاف بنایا گیا۔ اپنے بچوں، اپنے پیاروں اور فدائیوں کی جدائی کے نظارے آپ نے دیکھے۔ جوان بیٹوں کی موت کے صدمے آپ نے برداشت کئے۔ مگر کبھی آپ کے دلی جذبات آپ کی آنکھوں سے ظاہر نہ ہوئے۔ لیکن تنہائی میں اپنے آقا و مولیٰ کی تیرہ صدیاں قبل ہونے والی وفات کا سوچتے ہیں اور حسانؓ کا یہ شعر آپ کو یاد آتا ہے اور آپ کی یہ دلی حسرت باہر آجاتی ہے کہ کاش یہ شعر بھی میری زبان سے نکلتا۔

آنحضورؐ سے یہی محبت اور عشق اور آپ کے لئے فدائیت کا یہی جذبہ ہے اور آپ کی عزت کے لئے غیرت ہے کہ ایک جگہ عیسائی پادریوں کے جھوٹے، ناپاک اور ظالمانہ اعتراضات جو انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود پر کئے اُن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور کس درد کے ساتھ فرماتے ہیں۔

"خدا کی قسم! اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے

باقی صفحہ نمبر ۷ پر ملاحظہ فرمائیں

اولیاء اللہ کو جو بڑی اور اعلیٰ درجہ کی کرامت دی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ ان کے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں نور رکھا جاتا ہے اور ان کی قوت کشفی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی حاصل کرلیتی ہے کہ جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰؍ ستمبر ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۰؍ تبوک ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ . وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۃ الحدید: ۲۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت میں سے دُہرا حصہ دے گا اور تمہیں ایک نور عطا کرے گا جس کے ساتھ تم چلو گے اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عمر بن عبسۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہو جاتا ہے تو یہ بڑھاپا اُس کے لئے قیامت کے روز نُور بن جائے گا۔

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اے ایمان لانے والو! اگر تم متّقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اِتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیر میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہیں نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں تمہارے قویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔.........

بڑی اور اعلیٰ درجہ کی کرامت جو اَولیاء اللہ کو دی جاتی ہے۔ جن کو تقویٰ میں کمال ہوتا ہے، وہ یہی دی جاتی ہے کہ ان کے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں نور رکھا جاتا ہے اور ان کی قوت کشفی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی حاصل کرلیتی ہے کہ جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی۔ ان کے حواس نہایت باریک بین ہو جاتے ہیں اور معارف اور دقائق کے پاک چشمے اُن پر کھولے جاتے ہیں اور فیض سائغ ربانی اُن کے رگ وریشہ میں خون کی طرح جاری ہو جاتا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

"مرنے کے بعد کامل نجات اور سچی خوشحالی اور حقیقی سرور کا وہ شخص مالک ہوگا جس نے وہ زندہ اور حقیقی نور اس دنیا میں حاصل کرلیا ہے جو انسان کے منہ کو اس کے تمام قوتوں اور طاقتوں اور ارادوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے اور جس سے اس سفلی زندگی پر ایک موت طاری ہو کر انسانی روح میں ایک سچی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ زندہ اور حقیقی نور کیا چیز ہے؟ وہی خداداد طاقت ہے جس کا نام یقین اور معرفتِ تامّہ ہے۔ یہ وہی طاقت ہے جو اپنے زور آور ہاتھ سے ایک خوفناک اور تاریک گڑھے سے انسان کو باہر لاتی اور نہایت روشن اور پُر امن فضا میں بٹھا دیتی ہے اور قبل اس کے جو یہ روشنی حاصل ہو تمام اعمالِ صالحہ رسم اور عادت کے رنگ میں ہوتے ہیں اور اس صورت میں ادنیٰ ادنیٰ ابتلاؤں کے وقت انسان ٹھوکر کھا سکتا ہے۔"

(روحانی خزائن۔ جلد ۱۴، ایام الصلح صفحہ ۲۴۵۔۲۴۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی منظوم کلام میں سے چند اشعار کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: اس احمد آخر زماں کے نُور سے لوگوں کے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہوگئے۔ وہ تمام بنی آدم سے بڑھ کر صاحب جمال ہے اور آب و تاب میں موتیوں سے بھی زیادہ روشن ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ آنکھوں کا نُور ہے۔ اُس کی محبت کا اثر چمکدار سورج کی مانند ہے۔ وہ چہرہ روشن ہوگیا جس نے اُس سے روگردانی نہ کی۔ وہ کامیاب ہوگیا جس نے اس کا دروازہ پکڑ لیا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ۔ حصہ اوّل)

فارسی منظوم اشعار میں یہ بھی ہے:

جب سے مجھے رسول پاک کا نُور دکھایا گیا تب سے اس کا عشق میرے دل میں یوں جوش مارتا ہے جیسے آبشار میں سے پانی۔ اے نبی اللہ کفر اور شرک سے دنیا اندھیر ہوگئی۔ اب وقت آگیا ہے کہ تُو اپنا سورج کی مانند چہرہ ظاہر کرے۔ اے میرے دلبر! مَیں انوارِ الٰہی تیری ذات میں دیکھتا ہوں اور ہر عقلمند دل کو تیرے عشق میں سرشار پاتا ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام)

الہام ہے: "اِنِّی مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَصُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ يَّلُوْمُ . وَاُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ . وَاَجْعَلُ لَكَ اَنْوَارَ الْقُدُوْمِ . وَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ اِلَى الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ . اِنِّی اَنَا الصَّاعِقَةُ وَاِنِّی اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوْاللُّطْفِ وَالنَّدٰى". ترجمہ: مَیں اس رسول کے سامنے کھڑا ہوں گا اور افطار کروں گا۔ اور روزہ بھی رکھوں گا۔ اور اس کو ملامت کروں گا جو ملامت کرتا ہے اور تجھے وہ نعمت دوں گا جو ہمیشہ رہے گی۔ اور اپنی تجلّی کے نور تجھ میں رکھ دوں گا۔ اور مَیں اس زمین سے وقتِ مقدر تک علیحدہ نہیں ہوں گا یعنی میری قہری تجلّی میں فرق نہ آئے گا۔ مَیں صاعقہ ہوں اور مَیں رحمان ہوں ۔ صاحبِ لطف اور بخشش"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷)

"اُصَلِّی وَاَصُوْمُ ، اَسْهَرُ وَاَنَامُ . وَاَجْعَلُ لَكَ اَنْوَارَ الْقُدُوْمِ . وَاُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا". (الحکم جلد ۷ نمبر ۵ بتاریخ ۷؍ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶)

مَیں (تجھ پر) خاص رحمتیں نازل کروں گا اور عام لوگوں سے اپنے عذاب کو روک لوں گا۔ مَیں چشم نمائی بھی کروں گا اور چشم پوشی بھی۔ "اور تیرے لئے اپنے آنے کے نور عطا کروں گا۔ اور وہ چیز تجھے دوں گا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی۔ خدا ان کے ساتھ ہوگا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲۔ اور ۱۰۴)

الہام مارچ ۱۹۰۶ء: "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلے کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقے کے لوگ غالب کرے گا۔ اور میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کردیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمے سے پانی پئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا......... سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا"۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۰۔۲۱)

افراد جماعت کی فلاح و بہبود کے لئے
امام وقت کی مضطربانہ دعائیں

(فضل احمد شاھد)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں کا تعلق ہمارے ساتھ اعضاء کی طرح سے ہے۔ اور یہ بات ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتی ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے عضو مثلاً انگلی ہی میں درد ہو تو سارا بدن بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن میں ہمیشہ اسی خیال اور فکر میں رہتا ہوں کہ میرے دوست ہر قسم کے آرام اور آسائش سے رہیں۔ یہ ہمدردی اور یہ غمخواری کسی تکلف اور بناوٹ کی رو سے نہیں بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں سے ہر واحد کے آرام و آسائش کے فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں اسی طرح میں للّٰہی دلسوزی اور غمخواری اپنے دل میں اپنے دوستوں کے لئے پاتا ہوں۔ اور یہ ہمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ہوئی ہے کہ جب ہمارے دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر مشتمل پہنچتا ہے تو طبیعت میں ایک بیکلی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک غم شامل حال ہو جاتا ہے۔ اور جوں جوں احباب کی کثرت ہوتی جاتی ہے اسی قدر یہ غم بڑھتا جاتا ہے اور کوئی وقت ایسا خالی نہیں رہتا جبکہ کسی قسم کا فکر اور غم شامل حال نہ ہو۔ کیونکہ اس قدر کثیر التعداد احباب میں سے کوئی نہ کوئی کسی غم اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی اطلاع پر ادھر دل میں قلق اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ میں نہیں بتلا سکتا کہ کس قدر اوقات غموں میں گزرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو ایسے ہموم اور افکار سے نجات دیوے۔ اس لئے میں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم دعا یہی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے کیونکہ مجھے تو اُن کے ہی افکار اور رنج و غم میں ڈالتے ہیں۔ اور پھر یہ دعا مجموعی حیثیت سے کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو نجات دے۔ ساری سرگرمی اور پورا جوش یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔"
(تقریر ۳۰/دسمبر ۱۸۹۷ء)

اسی قسم کے تعلق کا اظہار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں میں نے آپ کی تسکین قلب کے لئے آپ کے بار ہلکا کرنے کے لئے آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے اپنے رب رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پورا یقین اور پورا بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا"۔

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا:

"دنیوی لحاظ سے وہ تلخیاں جو دوستوں نے انفرادی طور پر محسوس کیں وہ ساری تلخیاں میرے سینہ میں جمع ہوتی تھیں۔ ان دنوں (مراد ۱۹۷۴ء کے ایام۔ ناقل) مجھ پر ایسی راتیں بھی آئیں کہ میں خدا کے فضل اور رحم سے ساری ساری رات ایک منٹ سوئے بغیر دوستوں کے لئے دعائیں کرتا رہا ہوں"۔ (جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ ۹۷)

انبیاء علیہم السلام اور خلفاء کرام سارے کے سارے ہی مخلوق خدا کا اس قسم کا درد اپنے سینہ میں رکھتے ہیں اور ان کی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعاؤں اور گریہ وزاری سے کام لیتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی مشکلات کے ازالہ کے لئے خلیفۂ وقت سے تعلق رکھیں اور انہیں دعائیہ خطوط لکھتے رہیں۔

امام کی دعاؤں سے تقدیریں بدلتی ہیں۔ غیر ممکن، ممکن بن جاتا ہے۔ بے قرار دلوں کو تسکین نصیب ہوتی ہے۔ اس کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک احمدی دوست کی پریشانی کا ذکر یوں فرمایا:

"اللہ وہ کامل صفتوں کا مالک خدا ہے جس پر ہم احمدی ایمان لاتے ہیں اور کوئی چیز اس کے سامنے انہونی نہیں۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست کا دعا کے لئے خط ملا جس میں اس نے اپنے حالات کچھ اس طرح بیان کئے ہوئے تھے کہ بظاہر یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ اس کا کام ہو جائے گا۔ لیکن اس نے لکھا کہ دعا سے دل تسلی پکڑتا ہے اس لئے میں دعا کے لئے آپ کو لکھ رہا ہوں۔ میں نے اس کا خط پڑھا اور قریب تھا کہ میں یہ لکھ دیتا کہ پھر خدا کی رضا پر راضی رہو۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے اپنے پیار سے مجھے جھنجوڑا اور مجھے یہ کہا کیا تم احمدیوں کو یہ سبق دینا چاہتے ہو کہ انسان کی زندگی میں کوئی ایسا موقع بھی آتا ہے جب خدا تعالیٰ بھی اس کی مدد نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں کانپ اٹھا کہ یہ میں کیا غلطی کرنے لگا تھا۔ اور میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا خدا تعالیٰ سے مایوس نہیں ہونا چاہئے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ چنانچہ جس بات کی ہزار میں سے ایک بھی امید نہ تھی دس پندرہ دن کے بعد اس کا خط آیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا کام ہو گیا ہے"۔ (ہمارے عقائد صفحہ ۹)

صرف یہ ایک واقعہ نہیں، خلفاء کرام کی زندگی اس قسم کے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا اور اپنی نصرت کو ظاہر فرمایا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اسی درد اور تڑپ کے ساتھ احباب جماعت کے خطوط کو دیکھتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (ناظر اعلیٰ) کے نام ایک خط میں بیرون پاکستان سے جو پیغام بھجوا اس میں یہ بھی فرمایا:

"ان باتوں کے علاوہ کچھ ان خطوں کا بھی فکر رہتا ہے جو احباب جماعت اور عزیزان کس کس محبت اور چاہت سے دعاؤں میں بسا کر لکھتے ہیں۔ پڑھنے کا وقت تو سفر کے دوران نکال ہی لیتا ہوں۔ جواب دینے کا وقت نہیں پاتا تو طبیعت ملول ہو جاتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے خط لکھوں۔ محبت کا جواب محبت سے اور دعاؤں کا جواب دعاؤں سے دوں"۔
(الفضل ۳/اکتوبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۸)

ایک ضروری بات جو یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ بے شک ہمارے پیارے امام ہماری دنیاوی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کے لئے بھی ہمیں حضور کو خطوط لکھنے چاہئیں لیکن یہ امر کبھی نہ بھولیں کہ ہم نے اپنے آقا کو اپنی روحانیت کی ترقی کے لئے بھی خط لکھنا ہے۔ بلکہ روحانیت کی بہتری کے لئے ہمیشہ دعا کے خطوط لکھنے چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وہ لوگ بہت بے وقوف ہیں جو دوری ڈالنے والی تاریکی کا علاج نہیں کرتے۔ میرے پاس اکثر خطوط آتے ہیں مگر ان میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ میرے املاک کے لئے یا اولاد کے لئے دعا۔ فلاں مقدمہ ہے یا فلاں مرض ہے وہ اچھا ہو جاوے۔ لیکن مشکل سے کوئی خط ایسا ہوتا ہے جس میں ایمان یا ان تاریکیوں کے دور ہونے کے لئے درخواست کی گئی ہو۔ بعض خطوط میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اگر مجھے پانچ سو روپیہ مل جاوے تو میں بیعت کر لوں۔ بیوقوفوں کو اتنا خیال نہیں کہ جن باتوں کو ہم چھوڑنا چاہتے ہیں وہی ہم سے طلب کی جاتی ہیں۔ اسی لئے میں اکثر لوگوں کی بیعت سے خوف کرتا ہوں کیونکہ سچی بیعت کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں"۔
(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۲۵)

انبیاء اور خلفاء مخلوق کی ہدایت اور ان کے تعلق باللہ کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ کہ تو شاید اس غم سے ہلاک نہ ہو کہ لوگ مومن کیوں نہیں بنتے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اس جوش سے حصہ ملا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہرادے اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کے لئے وہ روح قدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور روح خبیث کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو میں بتوفیقہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں رہوں گا۔ بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کروں گا۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۲)

پس اے روحانی قوت کے طالبو! اپنے پیارے امام سے مضبوط ذاتی تعلق پیدا کرو اور اپنے اخلاص اور وفا اور خدمات دینیہ کے ذریعہ ان کی دعاؤں سے فیضیاب ہونے کی بھرپور سعی کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

تحریک جدید کا مالی سال

تحریک جدید کا مالی سال ۳۱/اکتوبر کو اختتام پذیر ہوتا ہے اور سال کا اختتام ہونے میں بہت تھوڑا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کی روایت ہے کہ مالی قربانی میں بھی اس کا قدم ہمیشہ آگے سے آگے بڑھتا ہے۔ تمام امراء کرام مبلغین انچارج اور نیشنل صدران کی خدمت میں درخواست ہے کہ وعدہ جات / ٹارگٹ یا بجٹ کے مطابق سو فیصد وصولی کے لئے بھرپور کوشش فرماویں۔ یہ ایک الٰہی تحریک ہے کوشش کریں کہ ہر فرد جماعت خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس بابرکت تحریک میں ضرور شامل ہو۔ خواہ معمولی رقم ہی کیوں نہ ہو۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔
(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

بقیہ:خطاب ذکر حبیب
از صفحہ نمبر ۴

سارے معاون اور سارے مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔"

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ذات باری سے محبت اور اس سے ملنے کا راستہ بتانے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی اور سیرت کے نمایاں ترین پہلو ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور کی زندگی کے ہر واقعہ اور حضور کے ہر قول اور ہر فعل کے پس منظر میں خداتعالیٰ کا کوئی فرمان یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث اپنی جھلک دکھلاتی نظر آتی ہے۔اور جیسا کہ ہم حضور کی زندگی کے کچھ واقعات کو دیکھیں گے بزرگوں کے احترام کی بات ہو یا بیوی بچوں سے سلوک کا معاملہ۔اپنے پیاروں اور دوستوں سے تعلق ہو یا دشمنوں سے روابط۔ حضور کی زندگی کے ہر واقعہ کے پیچھے حضور کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا کوئی واقعہ اپنی چمک دکھلاتا ہے۔گویا حضور کی سیرت واخلاق دراصل ایک آئینہ ہے جس میں شمائل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر نظر آتے ہیں۔اور کیوں نہ ہو کہ حضور خود فرماتے ہیں ؎

بخدا دل سے میرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

والدین سے محبت
اور ان کا ادب واحترام

حضور اپنے والد صاحب حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کا کس حد تک ادب فرماتے تھے اور ان کے ساتھ کس قدر احترام سے پیش آتے تھے۔ اس کا کچھ نقشہ مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی ایک روایت میں نظر آتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اپنے والد صاحب کے سامنے کبھی آنکھ اٹھا کر بات نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ اپنی نظر نیچی رکھتے اور آپ کے برابر بیٹھنے یا آپ کی موجودگی میں کرسی پر بیٹھنے کے بجائے ہمیشہ فرشی نشست پسند کرتے تھے۔یہ نہیں کہ حضرت والد صاحب کی طرف سے ایسی کوئی ہدایت ہوتی تھی۔ان کا تو یہ طریق تھا کہ اپنے خادموں کو بھی اپنے سامنے کرسی پر بٹھاتے تھے۔خود ہی مرزا اسماعیل بیگ صاحب کہتے ہیں کہ میری عمر اس وقت صرف نو دس سال کی تھی اور میں حضور کے پاس بطور خادم رہتا تھا۔ جب بھی حضور کے والد صاحب مجھے یاد فرماتے تو ہمیشہ مجھے اپنے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا حکم فرماتے۔

حضور اپنی طبیعت اور مرضی کے خلاف بھی حضرت والد صاحب کے ہر حکم کی تعمیل فرماتے تھے۔ چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت والد صاحب نے "مقدمات میں مجھ کو لگا دیا.................. اور اس کے ساتھ والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا.................. وہ چاہتے تھے کہ دنیاداروں کی طرح مجھے رو بخلق بنا دیں اور میری طبیعت اس سے سخت بیزار تھی .... مگر .... میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا۔اور ان کے لئے دعا میں بھی مشغول رہتا تھا۔اور وہ مجھے دلی یقین سے برّ بالوالدین جانتے تھے۔"

حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کے حکم کی تعمیل میں ہی حضور نے باوجود سخت بیزاری اور کراہت کے سرکاری ملازمت بھی اختیار کی اور چار سال کا طویل عرصہ گویا "قید خانہ" میں گزارا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ آخر والد صاحب کے "حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھا میں نے استعفاء دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا............"

پھر حضرت والد صاحب نے حضور کو قادیان میں زمینداری کے کاموں میں لگا دیا۔ زمینداری میں چونکہ نسبتاً زیادہ وقت مل جاتا تھا اس لئے اس دوران حضور اپنے وقت کا اکثر حصہ قرآن کریم پر تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف فرماتے تھے۔ مگر یہ مصروفیت بھی والد صاحب کی خدمت سے آپ کو روکتی نہ تھی بلکہ جیسا کہ خود تحریر فرماتے ہیں:

"بسااوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں بھی سنایا کرتا تھا۔"

ہر بچہ اپنی ماں سے محبت کرتا ہے لیکن حضور کو اپنی والدہ ماجدہ سے جو محبت تھی اس کی ایک الگ ہی کیفیت نظر آتی ہے۔اور حضور کے جاننے والے بھی آپ کی اپنی والدہ کے لئے محبت کی اس شدت سے آگاہ تھے۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی تو حضور قادیان سے باہر تھے۔ گھر والوں کی طرف سے میراں بخش صاحب حجام کو آپ کی خدمت میں بھجوایا گیا اور انہیں خاص طور پر اس بات کی ہدایت کی گئی کہ یک دم وفات کی خبر حضور کو نہ سنائیں بلکہ آہستہ آہستہ حضور کو اِس بات سے آگاہ کریں۔

والدہ صاحبہ سے محبت کا یہ پہلو اتنا نمایاں تھا کہ حضور کو جاننے والے خصوصی طور پر اس کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ اسی محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ بعد کی زندگی میں بھی جب والدہ صاحبہ کی وفات کو ایک لمبا عرصہ گزر چکا تھا تب بھی حضور "کبھی حضرت مائی صاحبہ کا ذکر نہ کرتے کہ چشم پر آب نہ ہو جاتے۔"

حضرت شیخ صاحب کی تو عمر زیادہ تھی اور آپ ایک صحافی کی نظر رکھتے تھے اور اس لئے چھوٹی چھوٹی بات بھی نوٹ کیا کرتے تھے مگر اپنی والدہ سے محبت کا یہ پہلو اتنا نمایاں تھا کہ بچے بھی اس کو محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ حضور کے ایک صاحبزادے بیان فرماتے ہیں:

"آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ جب آپ کا ذکر فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں۔"

اقرباء سے حُسنِ معاملہ

حضور کی بھاوجہ صاحبہ جماعت میں تائی کے طور پر جانی جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے بارے میں حضور کو الہام ہوا تھا کہ "تائی آئی" اور حضور کا یہ الہام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ، جن کی آپ تائی تھیں، کے زمانے میں پوری شان سے پورا ہوا کہ حضور کی بھاوجہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جماعت میں شامل ہوئیں اور اس طرح "تائی والے کے زمانے میں وہ تائی آئی"۔

حضور کی والدہ کی وفات کے بعد گھر کا انتظام ان کے سپرد ہوا کہ وہی بڑی بہو تھیں۔اور چونکہ وہ بھی گھرانے کے دیگر افراد کی طرح سمجھتی تھیں کہ حضور دنیاوی امور کی طرف توجہ نہیں دیتے اس لئے چھوٹی چھوٹی بات میں آپ کو تکلیف پہنچاتی رہیں۔ لیکن حضور کے والد صاحب چونکہ حیات تھے اس لئے اُن کی زیادہ نہ چلتی تھی۔ مگر 1876ء میں والد صاحب کی وفات کے بعد تو وہ گھر کی مختارِ کل ہو گئیں اور ہر طرح کی زیادتی حضور پر روا رکھنے لگیں۔ اور چونکہ ان کے شوہر اور حضور کے بڑے بھائی قادیان سے باہر اپنی ملازمت پر ہوتے تھے اس لئے ان کو اس کے لئے ہر طرح کے مواقع میسر تھے۔ چنانچہ حضور کی سوانح میں اس کا وضاحت سے تذکرہ ملتا ہے کہ حضور کا کھانا بھجوانے میں بھی وہ خست سے کام لیتی تھیں اور بچا کھچا اور روکھا سوکھا کھانا حضور کے لئے آتا تھا۔

یہ صورتحال ایک لمبا عرصہ جاری رہی حتی کہ 1884ء میں حضور کی شادی حضرت اماں جان سے ہو گئی۔ اس تمام عرصہ میں حضور اگر چاہتے تو اپنی جائیداد علیحدہ کروا کے اپنے لئے خصوصی انتظام فرما سکتے تھے لیکن حضور نے بڑے بھائی اور بھاوج کے احترام میں جائیداد کی علیحدگی کا کبھی سوال نہ اُٹھایا اور ہر قسم کی تکلیف خود اپنی ذات پر برداشت کرتے رہے۔ 1883ء میں مرزا غلام قادر صاحب کی وفات کے بعد حضور کی یہی بھاوج صاحبہ حضور کے پاس بہت روئیں۔ اور چونکہ ان کے ہاں پیدا ہونے والے دونوں بچے بچپن میں فوت ہو چکے تھے، انہوں نے حضور سے درخواست کی کہ مرزا سلطان احمد مجھے دے دیں میں اسے بیٹا بنا کر اپنے پاس رکھوں گی۔ حضور نے اس بات پر آمادگی کا اظہار فرمایا۔ لیکن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اپنی تائی کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھے اور اس سلوک کے بھی گواہ تھے جو تائی حضور کے ساتھ روا رکھتی تھیں اس لئے آپ نے حضور کے پاس آکر اس پر اپنی شدید ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور روایت کے مطابق آپ نے حضور سے عرض کیا: "اباجی تسی اُستریاں دی مالا کیوں میرے گل پا رہے او"۔ اپنے بیٹے کے اس اظہار ناپسندیدگی اور سخت احتجاج کے باوجود حضور نے اس رنگ میں ان کو سمجھایا کہ وہ نہ صرف یہ کہ اس پر راضی ہو گئے بلکہ ساری زندگی تائی کا ایسا خیال رکھا کہ کم ہی کوئی حقیقی بیٹا اپنی ماں کا خیال رکھ سکتا ہے۔

بیوی سے مثالی سلوک

پنجاب کے دیہاتی معاشرہ کا آج بھی یہ حال ہے کہ بیوی کو برابر کے حقوق نہیں دیئے جاتے، نہ اس کی ذات کو یا اس کی رائے کو کوئی وقعت دی جاتی ہے۔ عام طور پر عورت کو ایک کمزور، کم علم، کم درجہ کی مخلوق کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ آج کے دور میں بھی ایسے شوہر موجود ہیں جو گھر سے باہر بیوی کے ساتھ چلنا تک اپنی ہتک سمجھتے ہیں اس لئے ہمیشہ بیوی سے دو چار قدم آگے چلتے ہیں۔ اور کوئی شوہر اپنی بیوی کی بات ماننے والا ہو تو اس کو "زن مرید" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

لیکن حضور کی کیا کیفیت ہے۔ اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:۔

"اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی اور تصنع کی زیرکی.......... نہیں رکھتیں .... زمانے اور اپنے گردوپیش کے عام .... برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں .... کہ مرجا بیوی دی گل بڑی مندا ہے"

اور یہ دلچسپ واقعہ تو آپ میں سے اکثر نے سنا ہی ہو گا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ (یعنی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہ) کے ساتھ سٹیشن پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ

For any Business/Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact:
Iqbal Ahmad BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Tel. & Fax: 020 8874 2233 + Mobile: 07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اِدھر اُدھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا "میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں" مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے"۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نے مولوی عبدالکریم صاحب کی بات سن کر فرمایا کہ: "آخر لوگ کیا کہیں گے۔ یہی نا کہ مرزا اپنی بیوی کے ساتھ پھر رہا ہے۔"

حضورؑ حضرت اماں جان کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے اور گھر میں آپ کا کیا طریق ہوتا تھا۔ سیرت کی کتب میں اس کے بارے میں بہت سی روایات ملتی ہیں۔ اس وقت ان سب کا بیان ممکن نہیں۔ مختصراً عرض ہے کہ جب کبھی حضرت اماں جان بیمار ہوتیں آپ ہر طرح ان کا خیال رکھتے اور عملی طور پر تیمار داری کرتے۔ باوجود ازحد مصروفیت کے غذا کا اہتمام فرماتے۔ اپنے ہاتھوں سے دوا دیتے بلکہ ضرورت کے وقت حضرت اماں جان کو اپنے ہاتھوں سے دباتے بھی تھے۔ غرض اماں جان کی تسلی اور تسکین کی خاطر ہر اقدام فرماتے تھے۔

حضرت اماں جان کے ساتھ یہ سلوک اور یہ برتاؤ بھی خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں تھا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

"میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا۔ اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی

ہے۔"

حضور کی زوجہ اول حضور کی ماموں زاد تھیں اور بچپن سے اپنے والدین کے ساتھ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے گھر میں ہی رہائش پذیر تھیں اور حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی طرف ان کا زیادہ میلان تھا جن میں سے اکثر کو دین سے بے رغبتی تھی اور وہ بھی ان کے رنگ میں رنگین تھیں اور سمجھانے کے باوجود ان لوگوں اور ان کے طریق کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوتی تھیں۔ اس لئے دوسری شادی سے قبل بھی حضور کی ان کی طرف زیادہ توجہ نہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود حضور ان کا خیال رکھتے تھے اور اخراجات وغیرہ بھی باقاعدہ دیا کرتے تھے۔

اس زمانے میں بڑے خاندانوں میں رواج تھا کہ مرد عام طور پر مردانے میں رہتے تھے۔ اور ضرورت کے وقت ہی گھر کے زنانہ حصہ میں جاتے تھے۔ چنانچہ اسی طریق کے مطابق حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور حضور کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب اور حضور کے اپنے اپنے دیوان خانے تھے۔ حضور نے صرف اپنی زوجہ اول کی آسانی کے لئے خاص طور پر راج کو بلا کر زنان خانے میں اپنے مردانے گھر کا دروازہ کھلوایا تاکہ اگر وہ آنا چاہیں تو سہولت کے ساتھ حضور کے پاس آسکیں۔

دوسری شادی کے بعد بھی وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ رہنا پسند کرتی تھیں۔ اس لئے وہ بڑے گھر میں ہی رہیں۔ لیکن حضور باقاعدگی سے نہ صرف ان کے اخراجات ادا فرماتے رہے بلکہ ایک مرتبہ جب وہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے حضرت اماں جان کو اجازت تھی۔ آپ انہیں دیکھنے کے لئے گئیں اور واپسی پر حضور سے ان کی بیماری کا ذکر کیا تو حضور نے ان کے لئے اماں جان کو دوا دی کہ جا کر اپنے طور پر ان کو کھلا آئیں۔ حضرت اماں جان فرماتی ہیں کہ بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً مجھے توجہ دلائی کہ وہ ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے ان کے ساتھ سلوک کرتی رہیں۔ چنانچہ حضرت اماں جان ایسا کرتی رہیں۔ یاد رہے کہ یہ محمدی بیگم کے واقعہ کے بعد کی بات ہے جب حضور کی زوجہ اول نے دیگر رشتہ داروں کے حضور سے قطع تعلق کرنے کے باوجود، حضور کے بجائے رشتہ داروں کا ساتھ دیا تھا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

پہلے جلسہ سالانہ کا تاریخی اور بابرکت انعقاد

(ڈاکٹر علیم الدین ۔صدر جماعت احمدیہ آئرلینڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آئرلینڈ کا پہلا تاریخی جلسہ سالانہ مورخہ ۲۲/ستمبر ۲۰۰۲ء بروز اتوار Great Southern Hotel جو کہ ڈبلن ائرپورٹ پر واقع ہے میں منعقد ہوا۔ جلسہ سالانہ سے دو روز قبل مکرم ڈاکٹر آصف ظفر صاحب کے گھر کے صحن میں ایک مارکی لگا دی گئی اور اس جگہ کو ایک جلسہ سالانہ کے مرکزی سنٹر کی حیثیت دی گئی۔

مورخہ ۲۰/ستمبر بروز جمعۃ المبارک مغرب اور عشاء کی نمازوں کی باجماعت ادائیگی کے ساتھ اس سنٹر کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جمعۃ المبارک کی شام سے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی آغاز کر دیا گیا۔ یہ سنٹر مہمانوں کے لئے Reception، طعام اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے مرکز بنا رہا اور جلسہ سالانہ کا ماحول پیدا کرنے میں بڑا ہی اہم ثابت ہوا۔

جلسہ کے لئے ہوٹل کے دو بڑے ہال کرایہ پر لئے گئے۔ اور مورخہ ۲۲/ستمبر کو جلسہ کے شروع ہونے سے دو گھنٹے قبل خدام کی ایک ٹیم نے ان ہالز کی تزئین و آرائش کی۔ ہالوں سے ملحقہ لابی میں ایک چھوٹی سی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جس میں مختلف تصاویر اور کتب سلسلہ وغیرہ کی نمائش کی گئی۔ اسی طرح ہیومینٹی فرسٹ کا ایک سٹال بھی لگایا گیا۔

جلسہ سالانہ کا آغاز ساڑھے نو بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی ۔ اس کا انگریزی ترجمہ مکرم حارث احمد صاحب (آئرش نو احمدی) نے کیا۔ اس کے بعد مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار صدر جماعت آئرلینڈ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جلسہ کی اغراض و مقاصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان کئے۔ اس کے بعد مکرم ابراہیم نونن صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے نے "یورپ میں احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور مکرم عبدالغنی صاحب جہانگیر نے اشاعت اسلام کے موضوع پر ایک علمی تقریر کی۔

اس تقریر کے بعد دس منٹ کا وقفہ دیا گیا۔

وقفہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا وہ تاریخی خطبہ سنایا گیا جو حضور نے ۱۹۸۹ء میں اپنے دورہ آئرلینڈ کے دوران گالوے مشن ہاؤس کے افتتاح کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا ۔ اس خطبہ کی انگریزی ترجمہ کی کیسٹ ایک علیحدہ ہال میں ان دوستوں کو سنائی گئی جو اردو نہیں سمجھتے تھے۔

حضور کے اس آڈیو خطاب کے بعد مکرم رفیق احمد صاحب حیات ، امیر جماعت احمدیہ انگلستان اور آئرلینڈ نے نظام جماعت کی اہمیت اور دیگر امور کے بارہ میں احباب کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

اس تقریر کے بعد وقفہ ہوا جس میں خواتین نے اپنے ہال میں لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کے لئے ایک علیحدہ سیشن منعقد کیا۔

اسی موقعہ پر آئرلینڈ میں مجلس انصار اللہ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

جلسہ کے دوسرے اجلاس کی کاروائی کا آغاز سوا تین بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی اس کے ترجمہ کے بعد مکرم مرزا عبدالوحید صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام پیش کیا۔

نظم کے بعد مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ نے "آئرلینڈ میں احمدیت" کے عنوان سے تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم رفیق احمد حیات صاحب "اسلام اور انسانی خدمت" کے موضوع پر تقریر کی جس میں قرآن کریم کی مختلف آیات کی روشنی میں اس مضمون کو کھول کر بیان کیا۔ مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد ایک مجلس سوال و جواب ہوئی۔

جماعت احمدیہ آئرلینڈ کے اس پہلے جلسہ کی کل حاضری ۱۷۰ تھی جس میں ۱۰۰ کے قریب مرد حضرات تھے اور باقی مستورات اور بچے تھے ۔ آئرلینڈ کے مقامی احباب کی تعداد تقریباً ۶۲ تھی۔ باقی سب باہر سے تشریف لانے والے مہمان تھے۔

اس جلسہ کے موقعہ پر آئرلینڈ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ، زعیم مجلس انصار اللہ اور صدر لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آئرلینڈ کے اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے اور آئرلینڈ کی جماعت کو نمایاں ترقیات سے نوازے۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

Alhamdolillah we have more for you now
Learn now for better future in IT Technology
and business-management. We are
Microsoft Certified Professional IT Traningcentre
Tel: 0511-7252085 Fax: 0511-7252087
E-mail: pittc@t-online.de
Internet: www.pittc.de
EHRHARTSTR.4 30455 HANNOVER , GERMANY.

PLANS DRAWN
اضافی رہائش۔ لافٹ کنورشن۔ کونسل سے منظوری کی درخواست۔ تخمینہ عمارت۔
مشورہ کے لئے رابطہ آرکیٹیکٹ شیخ
020 8772 4790
077 888 17753
plansdrawn@yahoo.co.uk

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کا واقعہ

عالمی ٹریڈ سنٹر نیو یارک پر حملہ

(رشید احمد چوہدری۔لندن)

ایک سال قبل گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو منگل کے دن امریکہ کی تاریخ میں ایک ناقابل فراموش واقعہ رونما ہوا۔ صبح کے وقت جب نیویارک کے شہری حسب معمول اپنے اپنے دفاتر میں بروقت پہنچنے کے لئے بھاگ دوڑ کررہے تھے، عالمی ٹریڈ سنٹر میں آٹھ بج کر ۴۶ منٹ پر ایک دھماکہ ہوا اور ایک مسافر بردار طیارہ عالمی ٹریڈ سنٹر کے ایک ٹاور سے ٹکراتے دیکھا گیا جس سے تمام عمارت آگ اور دھوئیں سے بھر گئی۔

اس کے چند منٹ کے بعد ایک دوسرا مسافر بردار طیارہ دوسرے ٹاور سے ٹکرا گیا اور اس سے بھی دھوئیں کے بادل اٹھنے لگے۔

یہ دونوں ٹاور ۱۱۰ منزلہ اونچے تھے جہاں ایک اندازے کے مطابق ۵۰ ہزار افراد کام کرتے تھے۔ دونوں ٹاوروں میں بھگدڑ مچ گئی۔ لوگ جانیں بچانے کے لئے عمارتوں کو خالی کرنے لگے۔ جو لوگ باہر تھے وہ عمارت کو گرتا دیکھ کر اس سے دور بھاگنے لگے۔ بعض نے کھڑکیوں میں سے چھلانگیں لگادیں۔ اسی اثناء میں فائر بریگیڈ اور پولیس کے حکام بھی جائے حادثہ پر پہنچے اور عمارت میں داخل ہو کر لوگوں کی جانیں بچانے کی کوشش کرنے لگے۔ مگر آناً فاناً دونوں عمارتیں ایک دھماکہ کے ساتھ زمین بوس ہو گئیں اور ملبے میں ہزاروں افراد دب گئے۔

دہشت گردی کی یہ واردات ۱۹ ہائی جیکروں نے جن میں سے بعض تربیت یافتہ پائلٹ بھی تھے چار مختلف مقامات سے چار امریکی طیاروں کو ہائی جیک کر کے کی۔

دو طیارے تو ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹاوروں سے ٹکرا گئے۔ تیسرا طیارہ امریکہ کے وفاقی دارالحکومت واشنگٹن میں فوجی طاقت کا سرچشمہ سمجھی جانے والی وزارت دفاع کی اہم عمارت پنٹاگون سے ٹکرایا اور اسے جزوی طور پر تباہ کردیا۔ جس سے امریکہ کے کئی اعلیٰ ملٹری آفیسرز اور دیگر ملازمین ہلاک ہو گئے جن کی تعداد ۱۸۹ تھی۔

چوتھا طیارہ جو اغوا کیا گیا اسے وائٹ ہاؤس یا کیپیٹل ہل سے ٹکرانا مقصود تھا۔ مگر وہ جہاز کے اندر ہائی جیکروں اور مسافروں کی ہاتھاپائی کی وجہ سے پٹس برگ سے ۸۰ میل دور جنوب مشرق میں جنگلات میں گر کر تباہ ہو گیا۔

عالمی ٹریڈ سنٹر آج سے ۲۴ سال پہلے ایک ارب ڈالر کی لاگت سے سولہ ایکڑ اراضی پر تعمیر ہوا تھا۔ وہ امریکہ کا معاشی اور مالیاتی قوت کا نشان تھا اور عالمی سرمایہ داری کی شان و شوکت کا مظہر تھا۔

عالمی ٹریڈ سنٹر میں اندازاً ۳۰۰۰ کے لگ بھگ افراد مارے گئے اور ۶۰۰۰ سے زائد زخمی ہوئے۔ اس سے پیشتر امریکہ میں عظیم سانحہ پرل ہاربر پر جاپانیوں کا حملہ قرار دیا جاتا ہے جو ۱۹۴۱ء میں پیش آیا تھا۔ اور اس میں تقریباً ۲۵۰۰/امریکی ہلاک ہوئے تھے۔

امریکہ میں ان تازہ ترین دہشت گردی کی وارداتوں نے نہ صرف امریکہ بلکہ پوری دنیا کی سیاست کو متاثر کیا۔ تقریباً تمام عالمی رہنماؤں نے اس کی شدید مذمت کی۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ان حملوں کی مذمت کرتے ہوئے ایک قرارداد منظور کی۔ امریکہ کے صدر نے اعلان کیا کہ وہ اس دہشت گردی کا بدلہ لے گا۔ اس نے القاعدہ تنظیم اور افغانستان میں مقیم اس کے سربراہ اسامہ بن لادن کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اس طرح ایک عالمی مہم کا اعلان کیا گیا۔ اس عالمی مہم کا سب سے پہلا نشانہ افغانستان بنا۔

امریکہ نے طالبان کی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری اور غیر مشروط طور پر اسامہ بن لادن کو ان کے حوالے کردے ورنہ وہ افغانستان پر حملہ کردے گا۔ طالبان نے امریکی الزام مسترد کرتے ہوئے امریکہ سے کہا کہ وہ اسامہ بن لادن کے خلاف ثبوت فراہم کردے تو وہ اسامہ کو امریکہ کے حوالے کردیں گے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ امریکہ نے ۷/اکتوبر ۲۰۰۱ء کو افغانستان پر حملے کا آغاز کردیا اور افغانستان میں شمالی اتحاد کی فوجوں کی مدد سے طالبان کے خلاف فوجی کارروائی کا آغاز ہوا۔ طالبان اور اسامہ بن لادن کے ٹھکانوں پر مسلسل بمباری کی گئی۔ کابل پر قبضہ کر کے طالبان کی حکومت کا خاتمہ کردیا گیا۔

جرمنی کے شہر بون میں اس مسئلہ پر عالمی کانفرنس منعقد کی گئی اور نومبر ۲۰۰۱ء میں افغانستان کے لئے عبوری حکومت قائم کی گئی جس کا سربراہ پشتون لیڈر حامد کرزئی کو بنایا گیا۔ اس کے علاوہ ملک میں امن قائم کرنے کے لئے امن فوج تشکیل دی گئی جو آج بھی وہاں موجود ہے اور حالات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کررہی ہے۔

اسامہ بن لادن کے بارہ میں مختلف قیاس آرائیاں کی جارہی ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ مرچکا ہے اور بعض سمجھتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور افغانستان میں ہی یا کسی پڑوسی ملک میں روپوش ہے۔ تاہم القاعدہ تنظیم کے خلاف امریکہ کا آپریشن جاری ہے۔

اسامہ بن لادن

اسامہ بن لادن ایک یمنی گھرانے میں ۱۴/مئی ۱۹۵۷ء میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام محمد بن عون تھا۔ محمد بن عون ۱۹۳۰ء میں جنوبی یمن کے علاقے سے ہجرت کر کے سعودی عرب آیا تھا۔ اور جدہ کی بندرگاہ میں ایک قُلی کی حیثیت سے زندگی بسر کرتا رہا تھا۔ محنتی ہونے کی وجہ سے ۱۹۷۰ء تک وہ سعودی عرب کی سب سے بڑی تعمیراتی کمپنی کا مالک بن گیا اور اس کا شمار شاہ سعود کے قریبی دوستوں میں ہونے لگا۔

اسامہ نے پرائمری، سیکنڈری اور یونیورسٹی کی تعلیم جدہ سے حاصل کی اور شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی سے ۱۹۸۱ء میں پبلک ایڈمنسٹریشن کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۱ء اسامہ بن لادن کا مستقر افغانستان اور پشاور پاکستان میں رہا۔ جس کے بعد وہ سوڈان چلا گیا اور ۱۹۹۶ء تک سوڈان میں مقیم رہا۔ مئی ۱۹۹۶ء میں وہ چارٹرڈ جہاز کے ذریعہ دوبارہ افغانستان آیا اور جلال آباد میں رہائش اختیار کی۔

خلیج کی جنگ کے بعد وہ کھل کر امریکہ کی مخالفت کرنے لگا۔ وہ اس بات کا مخالف تھا کہ جنگ

عرب میں مقیم رہیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ امریکہ کے خلاف مندرجہ ذیل تخریب کاری کے واقعات میں اسامہ بن لادن کی تنظیم القاعدہ ملوث ہے۔ (یہ تنظیم ۱۹۹۸ء میں بنائی گئی۔ القاعدہ کے نیٹ ورک میں فوجی ٹریننگ کیمپ، ویئر ہاؤس، مواصلاتی سہولتیں اور ایسی تجارتی کارروائیاں جن کے ذریعہ اس کی سرگرمیوں کو مدد دینے کے لئے بھاری رقوم پیدا کی جاسکیں، شامل ہیں)۔

(۱)...... ۱۹۹۳ء میں عالمی ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکہ۔

(۲)...... اکتوبر ۱۹۹۳ء میں صومالیہ میں امریکی سپاہیوں پر حملے کئے گئے جس کے نتیجہ میں ۱۸/افراد ہلاک ہوئے۔

(۳)...... اگست ۱۹۹۸ء میں کینیا اور تنزانیہ میں واقع امریکی سفارت خانوں کو تباہ کیا گیا جس میں ۲۲۴/افراد ہلاک اور تقریباً پانچ ہزار افراد زخمی ہوئے۔

(۴)...... ۱۲/اکتوبر ۲۰۰۰ء کو امریکی جہاز یو ایس ایس کول پر حملہ کیا گیا۔ یہ جہاز اس وقت عدن کی بندرگاہ میں ایندھن لے رہا تھا۔ اس حملہ میں جہاز کے عملہ کے ۱۷/ارکان ہلاک اور ۴۰ زخمی ہوئے۔

امریکہ کے صدر بش نے ساری دنیا میں القاعدہ کے نیٹ ورک کو تباہ کرنے کے لئے جس جنگ کا آغاز کیا ہے وہ اب بھی جاری ہے۔ اس تنظیم کے تمام اثاثے منجمد کردئے گئے ہیں۔ اس کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ وہ اس تنظیم کو مکمل طور پر ختم نہیں کرپائے۔

چنانچہ سانحہ ۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کے پورے ایک سال بعد بھی دہشت گردی کی کسی اور کارروائی کے خدشہ کے پیش نظر امریکہ میں ہائی الرٹ کا اعلان کیا گیا۔ اس کے علاوہ دنیا بھر میں کئی ممالک میں اس موقع پر امریکی سفارت خانے بند کردئے گئے۔ نیز دنیا کے کئی بڑے بڑے شہروں میں خصوصی حفاظتی تدابیر اختیار کی گئیں۔

ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے

Freunde der Homoopathie e.V.

جرمنی میں ہومیوپیتھی کے ذریعہ خدمت خلق کے کاموں کے لئے یہ ایک باقاعدہ رجسٹرڈ ادارہ ہے جو نوع انسانی کی خدمت کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے۔ آپ بھی اس کے باقاعدہ ممبر بن کر اس نیک کام میں ہمارے ساتھ شامل ہوں۔ ممبر شپ کے لئے فارم کے حصول اور مزید معلومات کے لئے ذیل میں دئے گئے فون / فیکس پر شام ۶ بجے سے رات ۹ بجے کے درمیان رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

مسز سیما عباسی صاحبہ 069-5487553 — شمس الحق صاحب 069-233510
مسز آمنہ سمیع صاحبہ 069-95294191 — ہارون بابر صاحب 06152-910105
مسز منصور ظفر صاحبہ 0261-8058736 — چوہدری فیض صاحب 04104-200686
افتخار بھٹی صاحب 0421-554536 — ڈاکٹر امتہ الرقیب صاحبہ 069-5072150
محمود احمد کلیم صاحب 04231-73039 — 069- 94943429

رانا سعید احمد خان صدر فروئنڈے ڈر ہومیوپیتھی جرمنی (رجسٹرڈ)

Tel: 069 - 356519 Fax: 069 - 353 56454

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

عراق کے قدیم یہودی اور عیسائی کتب خانے

(عربی سے ترجمہ: مظفر احمد چوھدری)

عراق کے قدیم آرامی و سریانی صحائف پر جو نصیبین اور موصل کی لائبریریوں سے لُوٹ کر مختلف لائبریریوں میں رکھے گئے ہیں ابھی تک جماعت احمدیہ میں تحقیقاتی کام نہیں ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان علاقوں میں قیام اور یہاں کے لٹریچر میں آپ کے ذکر کے بارہ میں دیگر کتب سے حوالے دئے جاتے ہیں لیکن اس سریانی و آرامی لٹریچر کو ابھی نہیں کھنگالا گیا۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھی نصیبین سے وفد حاضر ہوا تھا اور یہ سریانی عیسائی تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی "بشارت احمد" سے واقف تھے۔ اس لٹریچر کی چھان بین سے کئی راز منکشف ہو سکتے ہیں۔ ذیل کا مضمون اس لٹریچر اور اس کی لائبریریوں پر ایک تعارف ہے جسے زیادہ تر عربی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

حزقیل نبی کے مزار کا ذخیرہ کتب

حزقیل نبی کا مزار جو "الکفل" کہلاتا ہے اور بغداد کے نزدیک واقع ہے ۔مشرق کے جلاوطن یہودیوں کا سب سے بڑا اجتماع یہاں ہوتا تھا اور دور دراز کے علاقوں سے ہزاروں یہودی ہر سال اس میں شرکت کے لئے "الکفل" میں اکٹھے ہوتے تھے۔ جس بستی میں یہ مزار ہے وہ "بَرْمَلاحة" کہلاتی ہے۔ اس کتب خانے میں عبرانی کتابوں کی ایک بڑی تعداد تھی جس کا آج کچھ پتہ نہیں چلتا۔

بنیامین آف ٹولیڈو نے ۵۶۹ ھ (۱۱۷۳ء) میں اس کتب خانے کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ان میں سے بعض کتب دوسرے ہیکل (Second Temple) کے عہد سے تعلق رکھتی ہیں اور یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ جو لاولد فوت ہو جاتا اس کی کتب اس کتب خانے میں جمع کرادی جاتیں۔

بنیامین نے یہاں "اسفار موسیٰ" کا ایک ایسا نسخہ پایا جو حزقیل نبی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور عید کفارہ کے دن اس کے ابواب تلاوت کئے جاتے تھے۔

C.Niebuhr نے اٹھارھویں صدی میں اس مزار کی سیاحت کی تو اس نے لکھا کہ اب یہاں کچھ موجود نہیں لیکن لفٹس انگریز (عالم یا سیاح؟) نے جب ۱۸۵۲ء میں مزار کی زیارت کی تو اس نے لکھا کہ اس مزار میں ایک جگہ اس تورات کے لئے ایک الماری بنائی گئی ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

عیسائی کتب خانے

(۱) دیر متّی کا ذخیرہ کتب:

یہ دیر "جبل مقلوب" کی بلندیوں میں جو "جبل الفاف" کے نام سے مشہور ہے واقع ہے۔ اور موصل شہر سے شمال مشرق کی سمت تقریباً ۲۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کی بنیاد مار متّی الشیخ نے چوتھی صدی عیسوی کی اواخر میں رکھی۔

اس کتب خانہ میں بڑی تعداد میں نسخہ جات محفوظ ہیں جن میں جاثلیق طیمثاوس اوّل (وفات ۸۲۳ء) نے ربّان سرجیس کے نام اپنے تینتیسویں مکتوب میں دیونوسیوس أسقف أثینه کی تفسیر۔فوقا کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔

اس کتب خانہ میں "هكسبة اور يجانيس" کے نام سے "کتاب مقدس" کا ایک معروف ترجمہ موجود تھا۔ یہ "خط نصيبيني" میں لکھا گیا تھا۔

اس کے علاوہ یہاں آرامی انجیل کا ایک تصویری نسخہ جسے راہب مبارک البرطلی نے ۱۲۲۰ء میں سطر نجلی رسم الخط میں کتابت کیا تھا اور اس میں ۵۴ رنگین تصاویر شامل تھیں۔ بعد میں یہ انجیل قرہ قوش کی سریانی کلیساء میں تھی اور وہاں سے موصل کے "خرانه المطرانيه السريانية" میں منتقل کی گئی۔ ۱۹۳۸ء میں میٹرن جرجس دلال نے اسے ویٹیکن کی لائبریری کو تحفتاً دے دیا۔

برلن لائبریری کے ایک آرامی مخطوطے میں دیر متی کی لائبریری کا ذکر ملتا ہے کہ اس میں ابن العبری کی تصانیف موجود تھیں۔ مؤرخ میخائل الکبیر (۱۱۹۹ء) نے ذکر کیا ہے کہ برصوما نسطوری نے ۴۶۶ء میں بہت سے مخطوطات جلا دئے۔ ۱۱۷۱ء میں کردوں کے ایک گروہ نے اس دیر پر حملہ کر دیا اور کئی راھبوں کو قتل کر دیا، باقی فرار ہوگئے ۔ کردوں کے جانے کے بعد راھب واپس لوٹے اور کتابیں جمع کر کے موصل منتقل کر دیں۔ ۱۲۶۱ء، ۱۲۸۲ء اور ۱۳۱۹ء میں دوبارہ کردوں نے حملے کئے۔ سب سے شدید حملہ ۱۳۶۹ء کا تھا۔ صرف ۱۶۰ نسخے بچے۔ جن میں سے زھاد نے ۱۸۴۵ء اور اس کے بعد ۶۰ نسخے جمع کئے۔

اس دیر میں اب جو مخطوطات موجود ہیں ان کی فہرست افرام برصوم نے مرتب کی لیکن وہ شائع نہیں کی گئی۔

اس لائبریری کے قدیم ذخیرے سے جو کتابیں دیگر کتب خانوں میں پہنچیں ان میں رق (پھیلا ہوا کاغذ یا چمڑا) پر لکھا ہوا آرامی زبان میں "الايّام الستّة" کا نسخہ ہے جسے یعقوب الرھاوی نے ۸۲۲ء میں کتابت کیا۔ یہ دیار بکر میں "خزانة الابرشية الكلدانيه" میں تھا۔ پھر ۱۹۱۹ء میں اسے "دارالبطريركية الموصل" میں منتقل کر دیا گیا۔

برٹش میوزیم لائبریری میں دیر متی سے آیا ہوا گیارھویں صدی کا ایک آرامی مخطوطہ موجود ہے۔

"خزانة الدار البطريركية السريانية بيروت" میں عہد نامہ قدیم کی بعض کتب پر مشتمل ایک آرامی مخطوطہ موجود ہے جس کی تاریخ ۱۲۱۹ء ہے۔

کیمبرج لائبریری میں "كتاب ديد سقالية" کا ۱۶۷۸ء کا ایک مخطوطہ موجود ہے۔

کچھ مخطوطات کے کچھ اجزاء موصل، دیرالشرفة بیروت، برٹش میوزیم اور برلین لائبریری وغیرہ میں موجود ہیں۔

(۲) دیر میخائل کی لائبریری:

موصل سے ایک گھنٹے کی چڑھائی پر دجلہ کی دائیں جانب اس دیر کی بنیاد مار میخائل نے چوتھی صدی عیسوی میں رکھی۔ اب یہ ویران ہے اور لوگ وہاں سیر کے لئے جاتے ہیں۔

معجم البلدان میں بھی اس دیر کا ذکر ہے۔

Chabot نے ذکر کیا ہے کہ پیرس نیشنل لائبریری میں قِس یوحنا کا لکھا ہوا آرامی انجیل کا ایک مخطوطہ ہے جسے ۱۲۶۴ء میں کتابت کیا گیا۔

اس دیر کے راھب شاعروں ابن الشعارة کا آرامی قصیدہ اور یوحنا موصلی (وفات ۱۲۷۰ء) کا آرامی دیوان "حسن السلوک" کے مخطوطات کے بارہ میں بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس دیر میں رہے ہوں گے۔

ابن ندیم نے اصطفن راھب کے متعلق لکھا ہے:

"هذا الرجل كان بالموصل في عمر (بمعنى الدير) يقال له ميخائيل......وكان يحكى عنه انه عمل الكيمياء. فلما مات ظهرت كتبه بالموصل فرايت منها شيئا . وهو : كتاب الرشد، كتاب ما حدثناه، كتاب الباب الاعظم، كتاب الادعية والقرابين التى تستعمل قبل صناعة الكيمياء. كتاب الاختيار النجومى للصناعة ، كتاب التعليقات، كتاب الاوقات والازمنة"۔

مار ماخیل اس خانقاہ کے بانی نے اپنے استاد ماراوجین پر "سیرة ماراوجین" آرامی میں ایک رسالہ لکھا جو ۱۹۰۶ء میں اختصار سے میٹرن اُدی شیر کی کتاب اشھر الشھدا میں شائع ہوا ہے۔ یہ رسالہ بھی اسی خانقاہ میں تھا۔

(۳) دیر مار بھنام کی لائبریری:

یہ خانقاہ جو آج تک آباد ہے دریائے دجلہ اور دریائے زاب الاعلیٰ کے درمیان واقع ہے۔ یہ اس سڑک پر جو موصل اور الکویر کو ملاتی ہے موصل سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اور چوتھی صدی عیسوی میں شہید ہونے والے القدیس "بھنام" کے نام سے منسوب ہے۔

اس دیر کے تذکرے "دیر الجب" کے نام سے عرب جغرافیہ نویسوں نے کئے ہیں۔ یاقوت نے لکھا ہے کہ مرگی کے مریض شفا کے لئے اس دیر میں جاتے تھے۔

اس کے مخطوطات میں تقریباً پچاس آرامی مخطوطات قرۃ قوش کے کنیسہ طاہرہ کی لائبریری میں ہیں جو موصل کے مشرقی حصے میں ہے۔ یہ نسخے دیر مار بھنام میں سولہویں صدی عیسوی میں لکھے گئے۔ (۱۵۶۹ء تا ۱۵۹۷ء) صرف ایک مخطوطہ ۱۶۱۴ء میں لکھا گیا اور آٹھ مخطوطات اٹھارھویں صدی میں (۱۷۱۰ء تا ۱۷۱۳ء) لکھے گئے۔

الفایکان کی لائبریری میں ۱۵۷۸ء کا یوحنا الراھب کا لکھا ہوا ایک آرامی مخطوطہ اس دیر میں لکھا ہوا موجود ہے ۔ اس دیر میں القس کسرون الرھاوی نے بھی بارھویں صدی عیسوی میں قیام کیا اور بعض کتب تحریر کیں۔

۱۸۲۵ء میں اس دیر کا اثاثہ موصل منتقل کر دیا گیا۔

(۴) دیر یونس (دیر یونان) کی لائبریری:

آج اس دیر کا کوئی نام و نشان نہیں لیکن جغرافیہ نویسوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ موصل سے مشرق کی طرف دجلہ سے دو فرسخ کے فاصلے پر نینوئی میں تھی ۔ اور غالب گمان ہے کہ یہ اس علاقہ میں اولین عیسائی خانقاہوں میں سے تھی۔ یہ خانقاہ حضرت یونسؑ بن متیّ سے منسوب تھی۔ اس دیر کے ذخیرہ کتب کا ذکر مختلف عربی اور آرامی تصنیفات میں آیا ہے۔

عمر بن متي الطيرهاني، جاثليق حنا نیشوع کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ حنانیشوع کا (وفات ۷۰۰م) اس دیر میں قیام رہا۔

وہ مزید لکھتا ہے:

"كان شيخاً كبيراًعالماً ماهراً و معلماً فاضلاً ، أحيى العلوم البيعة وعمل سبعة واربعين ترجاماً وكتاب الميامر (أى المقالات) وكتاب المرسلات وأربعة كتب فى تفسير فصول الانجيل و شرحها،وله على كل فصل بمفرده موعظة وعذلان (الخطبة الزجرية) يليق به ، ووضع عشرين قانوناً فى المحاكمات وفى كل قانون منها عدة قوانين ،وله كتاب مسمى علل الموجودات"۔

دیر نینوئی میں ایک کتاب (كتاب. الخاهة

الذی وجد فی دیر نینوی) جو نجوم و فلکیات کے بارے میں ہے اس خانقاہ کے ایک راہب "نسیب" کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کے آج دو نسخے ہیں۔ ایک یوسف منادیلی حلب میں اور دوسرا قس بولس سباط کی لائبریری میں۔

(۵) دیر بیث عابی کی لائبریری:

یہ خانقاہ موصل کے پاس جبل العقر کے عقب میں عراق کی ایک بستی خریہ کے نزدیک واقع ہے (خریہ پاکستان میں بھی آفریدی پٹھانوں کی مشہور گھاٹی ہے)۔ اب یہ کھنڈرات کی صورت میں ہے۔ یہ چھٹی صدی عیسوی میں قائم کی گئی۔ اسے راہب یعقوب اللاشوی (اشوم: کرکوک سے ۳۰ میل جنوب میں داقوق کے پاس ایک بستی ہے) نے قائم کیا۔ یہ جاثلیق ایشوعیاب الأرزنی (۵۸۲ء تا ۵۹۵ء) کے دور کی بات ہے۔ تیمور لنگ نے اسے تباہ کر دیا۔

توما المرجی اسقف مرج نے آٹھویں صدی عیسوی میں اس کی تاریخ مرتب کی۔ اس تاریخ کا نام "کتاب الروسا" ہے اور یہ آرامی میں ہے۔

۱۸۹۳ء میں E.A.W.Budge انگریز عالم نے اسے لندن سے The Book of Governers: The Historia Monastica of Thomas Bishop of Marga, A.D.840 کے نام سے ایڈٹ (Edit) کر کے دو جلدوں میں شائع کیا۔ ۱۹۰۱ء میں یہ لیبسک سے چھپی۔

اس دیر میں علماء و مؤلفین کی ایک کثیر تعداد رہتی تھی۔ اس کے کتب خانے کے بارہ میں معلومات سوائے کتاب الروسا کے اور کہیں نہیں ملتیں۔ اس تاریخ کی رو سے شمطا بن یزدین نامی ایک افسر نے کسریٰ کے زمانہ میں اس خانقاہ کے بانی یعقوب کو اس خانقاہ کے استعمال کے لئے ایک مذہبی کتاب کا نسخہ دیا تھا۔ اس دیر کے لئے اکثر کتب دیر مار اَبراھام الکبیر میں کتابت کی گئی تھیں جو نصیبین کے قریب جبل الاوّل پر واقع تھی۔

عنایشوع نے ان میں سے "تطبع کتاب الفردوس"، "الحذرا"، "التقاسیم و التعریفات فی الفلسفة" وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ اسقف معاشا اسقف حانیشا اور اسقف سرجس وغیرہ نے اس دیر میں قیام کیا۔ الراھب بابای اس خانقاہ کا مشہور راھب تھا جس نے اس کے کتب خانے کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔

جاثلیق ایشوعیاب (۶۵۰ء۔۶۶۱ء) نے اس دیر کو سونے کی جلد اور جواہرات سے مزین نہایت خوبصورت انجیل تحفۃً پیش کی تھی۔ تاریخ الروسا میں توما المرجی نے ذکر کیا ہے کہ جاثلیق صلیبا زخا (۷۱۴ء تا ۷۲۸ء) نے یہ انجیل اس دیر سے ہتھیانے کی کوشش کی۔ اور جب راہب یوسف نے تعرض کیا تو اس نے کہا کہ "اے موحدین کے گروہ تمہیں اس کتاب کی کیا حاجت ہے۔ تم 'مومنین' کو اس سے خوشی حاصل کرنے دو۔"

E.A.W.Budge نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس دیر میں ۷۰۰ سے لے کر ۱۰۰۰ تک کتابیں تھیں جو سب کی سب آرامی زبان میں تھیں۔

برٹش میوزیم لائبریری میں ۶۰۳ھ (۱۲۰۹ء) کا ایک رسالہ موجود ہے۔ اسی لائبریری میں اس دیر کا ایک مخطوطہ جو تیرھویں صدی میں لکھا گیا "تصاویر کتاب الفردوس" کے نام سے موجود ہے۔ اسی لائبریری میں اس دیر کے ایک راھب کا تصنیف کردہ مخطوطہ ۱۲۸۹ء کا بھی موجود ہے۔

خزانة ابرشیة الکلدان اسعرد میں اس دیر کے ایک راھب یابالاھا کا چھٹی صدی عیسوی کا رق پر لکھا ہوا مخطوطہ موجود تھا۔ لیکن پہلی جنگ عظیم میں اسعرد (دیار بکر میں ایک مقام) کی لائبریری کی تباہی کے بعد سے اس کا کچھ علم نہیں۔

(۶) دیر الربان هرمزد کی لائبریری:

یہ دیر موصل سے شمال میں ۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں اس کی بنیاد فارسی نسطوری راہب ھرمزد نے رکھی۔ خوش قسمتی سے گزشتہ دو سو برس کے پے در پے صدمات کے باوجود اس کی لائبریری محفوظ ہے۔ یہ کتب آرامی زبان میں ہیں۔ یہ لائبریری چٹان میں بنائے گئے غار میں قائم کی گئی تھی۔ کردوں کے خوف سے راہبوں نے پانچ سو کتابیں ایک تہہ میں ۱۸۴۳ء میں چھپا دیں لیکن زبردست سیلاب نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور بچے کھچے اوراق کو جو رق پر لکھے ہوئے تھے راہبوں نے اکٹھا کر لیا۔ ایک آتشزدگی نے بھی کتابوں کو نقصان پہنچایا۔ جو کچھ بچ پایا اسے ۱۸۶۹ء میں "دیر سیدة" میں منتقل کر دیا گیا۔ جو اسی سال دیر ھرمزد کے دامن میں بنائی گئی تھی۔

جو کتب بچ پائی ان میں مذھب، ادب، تاریخ، فلسفے اور شعر وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ اس دیر کے مخطوطات کی دو فہرستیں شائع کی گئی ہیں۔

۱)......ایک فرانس سے شائع شدہ میٹرن اڈی شیر کی فہرست جس میں ۱۵۳ مخطوطات شامل ہیں۔

۲)...... یہ بھی فرانس سے طبع شدہ ہے جسے فرانس کے ایک پادری Veste نے مرتب کیا۔ اس فہرست میں کل ۳۳۰ کتب شامل ہیں۔

سب سے قدیم مخطوطہ رق پر لکھی ہوئی آرامی انجیل کا ہے جو کہ دسویں صدی عیسوی میں تحریر کی گئی تھی۔ ایک اور انجیل بھی ہے جو دیر ھرمزد کی لائبریری کے لئے ۱۲۰۰ء میں کتابت کی گئی تھی۔

یعقوب البرطلی (وفات ۱۲۴۱ء) کی کتاب "المحاورات" جو آرامی میں ہے۔ اور ۱۲۵۵ء میں تحریر کی گئی۔

"مقالة فی السکوت" دادیشوع القطری کی کتاب جو ۱۲۸۹ء میں اس دیر کے لئے کتابت کی گئی۔

برٹش میوزیم لائبریری میں رق پر لکھا ہوا دیر ھرمزد کا ۱۸۵۳ء کا کتابت شدہ ایک مخطوطہ ہے۔

ابرشیة الکلدان اسعرد میں آرامی انجیل کا ایک نسخہ ہے جو اسی خانقاہ میں ۱۲۲۲ء میں کتابت کیا گیا۔

(۷) دیر باقوقا (بیث قوقا) کی لائبریری:

یہ خانقاہ ارض حدیاب میں دریائے زاب الاکبر کے بائیں کنارے پر ہے اور اربل سے مغرب کی طرف سات گھنٹے کے سفر پر اس کے آثار آج بھی باقی ہیں۔

اس خانقاہ کا بانی راھب سبر یشوع الأوانی تھا جو ساتویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔ اس کی زندگی میں ہی اس خانقاہ میں ستر راھب تھے اور یہ خانقاہ دیر سبر یسوع بھی کہلاتی رہی۔

ابن فضل العمری نے ابن المستوفی کی تاریخ اربل (۶۳۴ھ/۱۲۳۶ء) سے یوں نقل کیا ہے:

"الی الآن باق، وفیه رهبان کثیرة"۔

اس دیر میں آرامی زبان میں تین تاریخ موجود ہیں۔ ایک اشعار کی صورت میں جرائیل قمصا الموصلی نے ۱۳۸۱ء کے لگ بھگ تصنیف کی۔ دوسری کے مصنف کا معلوم نہیں اور اسے Alfanso Mingana نے موصل سے ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔ اور تیسری مختصر صورت میں اس دیر کے مشاہیر کے حالات پر اس کی ابتداء سے اس کے خاتمہ تک کے دور پر محیط ہے۔ یہ شائع نہیں ہوئی لیکن اس کا فرانسیسی ترجمہ Addai Schet نے رسالہ Exlrait de la: Revue de l' Orient Chrestien p.16 میں شائع کیا ہے۔

اس خانقاہ کی اکثر کتب حوادث کی نظر ہو چکی ہیں۔ صرف ایک قلیل تعداد باقی ہے۔

(۱)......مزامیر داؤد (زبور) کی ایک شرح جو اس دیر میں ۱۳۵۲ء میں لکھی گئی اور آج خزانة الابرشیة الکلدانیة اسعرد میں ہے۔

(۲)...... مخطوطہ طقسیة۔ اس میں بیان ہوا ہے کہ یہ ۱۴۶۱ء میں دیر سبر یشوع بیث قوقا میں لکھی گئی اور یہ بھی خزانة البرشیة الکلدانیة اسعرد میں ہے۔

مخطوطہ کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ پندرھویں صدی میں یہ خانقاہ راہبوں اور کتابوں کی وجہ سے ممتاز تھی۔

(۸) دیر الاعلیٰ کی لائبریری:

یہ دیر موصل کے عوام میں "باش طابیہ" کے نام سے معروف جگہ پر واقع ہے۔ قدیم جغرافیہ نویسوں میں یہ مارکوریئل کے نام سے معروف تھی۔ اس کی بنیاد راہب کوریئل (جرائیل) نے رکھی جس نے باجرمی میں ۷۳۸ء میں وفات پائی۔ اور اس دیر کے نسخوں کا حوالہ دیگر مصنفین دیتے آئے ہیں۔ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے:

"دیر الاعلیٰ: یہ موصل کی بلندی میں ایک پہاڑ 'جبل مطل' پر دجلہ کے کنارے ہے۔ اس کی آب و ہوا کی مثال دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں کی کسی اور خانقاہ میں اس کی طرح کی اناجیل اور اس کی متعبدات نہیں ہیں۔"

(معجم البلدان ۲: ۲۴۳)

اس کی کتب کی آج کوئی فہرست نہیں ملتی اور نہ کتب دستیاب ہیں۔ ہاں مختلف کتب خانوں میں ایسی کتب ملتی ہیں جو اس دیر کی کتابوں سے نقل کی گئی ہیں۔ مثلاً برٹش میوزیم لائبریری میں ایک اور برلن لائبریری میں دو ایسے مخطوطات ہیں۔ اور دیر شرفة بیروت کے کتب خانے میں عربی میں ایک نفیس مخطوطہ ہے جو چاروں اناجیل پر مشتمل ہے۔ اور اس پر ۱۲۳۳ء (۱۵۴۴ یونانی) کی تاریخ ہے۔ اس مخطوطے کے شروع میں درج ہے۔

"بسم الله الرحمن الرحیم . کتاب الانجیل الطاهر مفصلا تقرأ فی الروازین . (الروازین: واحد الرازین)۔ یہ آرامی لفظ ہے جس سے مراد عیسائی "مقدس راز" ہے)۔ فی القدادیس الواقعة فی دائرة السنه. علی ترتیب الدیرالاعلیٰ قرب الموصل. علی جبل مطل علی دجلة. کان له طقس خصوصی مشهور وکان یشتمل علی عدة مصاحف قیمة ویعرف الآن بالطخس (الطقس) الموصلی"۔ اور اس کے آخر میں ہے۔ "تمت فصول الانجیل التی تقرا ء فی أوقات الصلوت، علی ما رتب بالدیر الأعلی وهو الطخس الموصلی".

(الطرفة فی مخطوطات دیر الشرفة صفحه ۲۱۰ تا ۲۱۲)

☆......☆......☆......☆

کتابیات

کورکیس عوّاد، خزائن الکتب القدیمه فی العراق .بغداد .مطبعة المعارف . ۱۹۴۸ء البالث الثالث: ۷۷-۱۰۰ ص.

یاقوت بن عبدالله امام شهاب الدین . معجم البلدان . بیروت .دار بیروت ۱۹۷۹ء . المجلد الثانی زیر لفظ "دیر" صفحات ۴۹۵-۵۴۳.

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

اسلام میں عورتوں کو دئے گئے حقوق اگر دریافت کرنے ہوں تو قرآن پڑھو، حدیث کا مطالعہ کرو۔

پھر اس کی صحیح تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ملے گی۔

اگر اپنے حقوق سے فائدہ لینا چاہتی ہو تو قربانیاں کرو۔

نفس کی قربانیاں، مال کی قربانیاں، اپنی خواہشات کی قربانیاں۔

(حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۲ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر مستورات سے خطاب)

تشہد تعوذ اور سورة فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جس طرح اعصاب اور رگوں کا آپس میں تعلق ہوتا ہے اسی طرح عورتوں اور مردوں کے تعاون کے ساتھ دنیا کا نظام چلتا ہے۔ مگر آج کل کے زمانہ میں ہر طرف جنگ شروع ہے۔ آپس میں نااتفاقی بڑھ رہی ہے اور پیشگوئی ہے کہ قیامت کے قریب سب نعمتیں مٹا دی جائیں گی۔ سب وُحوش یعنی غیر تعلیم یافتہ قومیں اور ادنیٰ قومیں ملائی جائیں گی اور ان کو اٹھایا جائے گا۔ تمام بنی آدم مساوات چاہیں گے۔ اس واسطے بنی آدم کے اس حصہ کو بھی یعنی عورتوں کو احساس ہوا کہ ہم بھی مساوات وغیرہ میں حصہ لیں۔ اس لئے عورتوں نے بھی جنگ اور جھگڑوں میں حصہ لینا شروع کیا۔ ہمارے ملک میں مثل مشہور ہے کہ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اور اس کا نام بھیڑ چال بھی رکھا ہے۔ گویہ ملکہ اور جذبہ ہر ایک ملک میں پایا جاتا ہے مگر ہمارے ملک میں یہ بہت زیادہ ہے۔ جس طرح ایک گیدڑ بھاگا جاتا تھا کسی نے پوچھا کہاں بھاگے جاتے ہو۔ کہنے لگا بادشاہ سلامت نے حکم دیا ہے کہ شہر کے تمام اونٹ پکڑ لئے جائیں۔ اس نے کہا تم تو گیدڑ ہو اور حکم اونٹوں کے لئے ہے۔ کہنے لگا شاید گیدڑ بھی پکڑے جائیں۔ تو بعینہ یہی طریقہ ہمارے ملک کی عورتوں نے اختیار کیا کہ عیسائی اور ہندو وغیرہ عورتوں کی رِیس میں آکر کہہ دیا کہ ہمیں ہمارے حقوق دئے جائیں۔ حالانکہ مرد کون ہوتے ہیں ان کو حقوق دینے والے، ان کو تو خود خداتعالیٰ نے حقوق دئے ہیں۔

قرآن کریم میں جس طرح مسلمان عورت کی تعریف آئی ہے کسی کتاب یا مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ عیسائیوں کا مذہب ہے کہ عورت میں روح ہی نہیں۔ دوسرے مذاہب میں کہیں تو عورت کو شیطان کا آلۂ کار اور کہیں شر کی جڑ اور کہیں کچھ، کہیں کچھ کہہ دیا ہے۔ مگر اسلام نے، قرآن نے جہاں مومن مرد کا ذکر فرمایا وہیں مومنات عورتوں کا ذکر بھی فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رسول کریم ﷺ کی بیوی کی حیثیت سے ہی قدر نہیں بلکہ عائشہ، عائشہ ہو کر مشہور ہوئیں۔

پھر عیسائیت میں عورت کا حق کوئی نہیں رکھا گیا بلکہ ماں کا بھی حق نہیں رکھا ہے کیونکہ حضرت مسیح کو جب یہ کہا گیا کہ مریم ملنے آئی ہے تو کہا مریم کون ہے؟ جا اے عورت! مَیں تجھ کو نہیں جانتا[1]۔ سو جب کہ ماں کا حق نہیں جانا تو بیوی کا حق بھلا کیا جانے گا۔ عیسائی جب کہ عورت میں روح ہی نہیں مانتے تو حق کیا دیں گے۔ اور مسلمان عورتوں نے ان کی رِیس کی۔

عقلمند آدمی کا قاعدہ ہے کہ وہ کسی کے زیر اثر نہ ہو۔ اسلام نے عورت کو مساوی حقوق دئے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر۔ دیکھو عورت کے نکاح پر مہر پہلے دلواتا ہے اور وہ محض اس کی ملکیت قرار دیا گیا جس پر کسی اور کا تصرف نہیں ہو سکتا۔ فرانس ایسا ملک ہے کہ وہاں کی تہذیب و تمدن سب یورپ میں آزادانہ ہے۔ چونکہ عورت کو کوئی حق نہیں دیا گیا اس لئے وہاں کی عورتوں نے بھی اپنے حقوق لینے کے لئے جنگ شروع کی اور محض بھیڑ چال کے طور پر ہماری مسلم عورتوں نے بھی اپنے حقوق لینے کا مطالبہ کیا حالانکہ ان کو خدا نے سب حقوق دئے تھے مگر خدا جانے وہ کیوں مانگنے لگیں۔ ہاں انہوں نے اپنے ملے ہوئے حقوق کو استعمال نہیں کیا۔ غیر مسلم عورتوں کو تو حقوق ملے ہی نہیں تھے تب ان کا مطالبہ تھا۔ مگر مسلم عورت کو تو خود خدا نے حقوق دئے۔ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے حقوق کو استعمال کرنا نہیں سیکھا اور نہ ان کو استعمال کرنے آتے ہیں۔

سو تم بجائے جھگڑے اور حقوق طلبی کی جدوجہد کے اپنے حقوق کو جو اسلام نے تم کو دئے ہیں استعمال کرنا سیکھو۔ یونہی غلطی کھا کر شور و غل کرنا تو پھر وہی مثال ہو گی جیسا کہ ایک بادشاہ کے کسی قابل سپاہی کو تلوار چلانا عمدگی سے آتی تھی اور شہزادہ صاحب کو رِیس آئی کہ بادشاہ سلامت کی اس پر اتنی مہربانی اور شفقت ہے کہ ہر روز انعامات دیتے اور قدر افزائی کرتے ہیں۔ بادشاہ کے حضور عرض کیا کہ مجھے ایک عمدہ تلوار دی جائے۔ بادشاہ نے سپاہی کو بلایا کہ تلوار شہزادے کو دے دو۔ بہادر سپاہی نے بہتیرا عرض کیا کہ حضور ان کو چلانی نہیں آتی کہیں ٹیڑھی اور غلط چلا کر الٹا نقصان کریں گے مگر شہزادہ کی ضد برابر جاری رہی۔ آخر تلوار حاصل کر لی اور غلط انداز سے چلا کر اپنا بازو کاٹ لیا۔ اس پر بادشاہ نے ڈانٹا اور وہ موردِ عتاب ہوا۔ تو ٹھیک اسی طرح مسلمان عورتوں کو حقوق کا استعمال کرنا نہیں آتا۔ دیکھو اسلام میں بچے کو ماں کا دودھ چھڑانے کے متعلق بھی حکم ہے کہ آپس کے مشورے سے چھڑاؤ۔

مہر کے متعلق فرمایا تمہاری ملکیت ہے چاہے جس طرح استعمال کرو۔ تو لوگوں نے اس پر غلطی یہ کی کہ مہر دس لاکھ یا اس سے بھی زیادہ باندھنے شروع کئے۔ کیا فائدہ اگر کسی کی آمدنی ایک پیسہ بھی نہ ہو اور مہر باندھ لے لاکھ دو لاکھ تا کہ وہ ادا نہ ہو سکے۔ یہ کوئی فخر یا اظہار دولتمندی کا طریقہ نہیں۔ ایسی ایسی مشکلات لوگوں نے صحیح طور پر حقوق کا استعمال نہ سیکھنے کی وجہ سے خود بخود اپنے اوپر ڈال لی ہیں۔ الغرض مسلمان عورت کو خدا نے تو ہر طرح کے حقوق دئے ہیں۔ چاہئے کہ ان کو صحیح طور سے استعمال کرنا سیکھے۔ اگر انسان کے پاس ایک بہت عمدہ گھوڑا ہے مگر وہ اس پر چڑھنا نہیں جانتا تو گھوڑا بے فائدہ ہے۔ صحیح استعمال کے بعد ارادہ کی ضرورت ہے۔ اگر انسان کو علم بھی ہو، قابلیت بھی ہو، ارادہ نہ ہو تو وہ قابلیت بھی کچھ مفید نہیں۔ بعض لوگ عالم اور قابل ہوتے ہیں مگر ارادہ نہیں ہوتا تو وہ کچھ بھی کام نہیں کر سکتے۔ پھر نیت پختہ اور عمل ہو۔ جب کام کا ارادہ کرے اس پر عمل کرے۔ بعض لوگ کسی کام کا علم رکھتے ہیں، قابلیت بھی ہوتی ہے، ارادہ بھی کرتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے تو ان کی مثال اس بڑھیا کی سی ہوتی ہے جس نے اپنے گھر کا دروازہ لگوا کر بھی اسے کتّوں کے لئے کھلا چھوڑ دیا تھا۔ ہمارے ملک میں عورتوں نے غلطی سے سمجھ لیا ہے کہ ہمارے حقوق پر مردوں نے قبضہ مخالفانہ کر رکھا ہے۔ سو مسلمان عورتوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے اسلام کے دئے ہوئے حقوق کا استعمال کرنا نہ سیکھیں گی تو شکوہ بے فائدہ ہو گا۔

اسلام میں دئے گئے حقوق اگر دریافت کرنے ہوں تو قرآن پڑھو، حدیث کا مطالعہ کرو پھر اس کی صحیح تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ملے گی۔ دیکھو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک دفعہ اپنی بیوی سے کوئی سخت بات کی تو الہام ہوا کہ مسلمانوں کے لیڈر سے کہہ دو کہ یہ بات اچھی نہیں[2]۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طرز عمل اور عمدہ معاشرت سے سبق سیکھو کہ آپ نے اصل اسلام کے طریقہ پر عمل کر کے دکھا دیا کہ عورت کی کتنی قدر اسلام نے رکھی ہے۔ بے شک لوگ دعویٰ کرتے ہیں اور بڑے بڑے لیڈرانِ ملک حامیٔ حقوقِ نسواں بھی ہیں اور سر سید احمد خان وغیرہ بہت لائق لیڈر تھے مگر ان کی جماعت خود اسلام پر اعتراض کرتی ہے۔ دوسرے مذہب عیسائی تو خیر ہیں ہی دشمنِ اسلام ان کا تو کام ہی یہی ہے مگر ہماری عورتیں اگر اپنا دین سیکھیں، قرآن مجید کو پڑھیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ غیر مذہب کے اعتراضات کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف ایک جامع کتاب ہے اس میں سے سب کچھ معلوم ہو سکتا ہے بشرطیکہ تدبر اور غور سے پڑھا جائے۔ دیکھو مَیں چونکہ صحت کا کمزور تھا اور شروع سے ہی مدرسہ میں میرا لحاظ کیا جاتا تھا اس لئے پرائمری سے انٹرنس تک مَیں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ مگر مَیں نے صرف قرآن مجید پڑھا۔ فلسفہ، منطق وغیرہ مَیں نے نہیں پڑھا۔ مگر اب تک خدا کے فضل سے اور صرف قرآن مجید پڑھنے کے باعث ہر ایک بڑے انسان سے، غیر مذاہب کے پیشواؤں سے، بڑے بڑے لیکچراروں اور مدبروں سے گفتگو کرنے پر کبھی بھی نہیں جھجکا اور نہ کسی بڑے سے بڑے لیکچرار، پرنسپل، بشپ تک نے میرے سامنے کبھی گفتگو کی جرأت کی۔ مَیں یورپ میں گیا تو بھی انگریزی میں برابر مضمون بیان کرتا اور بڑے بڑے فلسفیوں کی مجالس میں برابر گفتگو کرتا اور دل میں کوئی رکاوٹ نہ ہوتی۔ مگر یہ میرے ذہن کی کوئی خوبی نہیں بلکہ میرے پاس قرآن کی تلوار ہے۔ پس اگر تم بھی قرآن، حدیث اور احمدیت کی کتابیں پڑھو گی تو پتہ لگے گا کہ اسلام کیسا عمدہ مذہب ہے۔ کوئی عیسائی جرأت نہیں کر سکتا کہ احمدیوں کے سامنے آئے۔ تمہارے پاس قرآن کا ہتھیار ہونا چاہئے۔ دیکھو کوئی ڈاکٹر کامیاب نہیں ہو سکتا محض اپنی دواؤں یا عمدہ چمکدار اوزاروں سے بلکہ خود اس کی دماغی قابلیت ہونی چاہئے۔ اگر قابلیت نہ ہو تو اوزار یا دوائیں کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتیں۔

چند اخلاق کے ساتھ قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ ایک شکر ہے۔ شکر گزاری کے ساتھ بہت سے نیک اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ اور شکر گزاری کے ساتھ ترقی اور بہتری کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ شکریہ ادا کرنے کا فعل قوم کے اندر محبت اور اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ جب کسی نیک تحریک پر شکریہ ادا کر کے اپنا فرض ادا کرتے ہیں تو بہت سے نیک اخلاق پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی[3] (یا شبلی فرمایا) رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ وہ پہلے کسی صوبہ کے گورنر تھے۔ ایسے نیک اور صالح بزرگ تھے کہ اولیاء کرام میں سے ہوئے۔ چنانچہ ان کے نام پر لوگ بچوں کے نام رکھتے ہیں۔ (چنانچہ ہمارے قاضی محمد اکمل صاحب کے بچوں کے نام جنید و شبلی ہیں) ان کا ذکر ہے کہ بادشاہ نے ان کو زمانۂ گورنری میں ان کی حسنِ خدمات کے صلہ میں بہت اعلیٰ درجہ کا خلعت بخشا۔ جب وہ خلعت پہن کر دربار میں بادشاہ کے حضور بیٹھے تو چھینک آگئی تو اپنی ناک اس خلعتِ فاخرہ کے دامن سے پونچھ لی۔ بادشاہ نے دیکھ لیا اور سمجھا کہ خلعت کی بے حرمتی کی ہے۔ غلاموں کو حکم دیا فوراً ان سے چھین لو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور دربار سے نکال دیا کہ جاؤ تم میں اعزازِ شاہی کے شکریہ کی قابلیت نہیں۔ کہتے ہیں یہ بہت سخت حاکم اور ظالم گورنر تھے مگر پھر ایسے نرم دل اور عاجز

بندے خدا کے ہو گئے کہ جن جن افراد و رعیت کو ستایا تھا ان کے دروازے پر جا کر معافی طلب کی اور تقصیریں معاف کروائیں اور توبہ کی اور عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے[۴]۔

یہ اس خلعت کے واقعہ کا اثر تھا۔ آپ سمجھ گئے کہ اے مولا! جب انسان کے ایک خلعت کی تحقیر کر کے ایسی سزا پائی ہے تو تُو نے جو نعمتیں بخشیں ان کا شکریہ ادا نہ کرنے پر تو بہت زیادہ مستحق سزا ہوں گا۔ چنانچہ پھر وہ شکر رب ادا کرنے سے اولیاء کرام میں سے ہو گئے۔ سو تم زیادہ شکر گزار بنو۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے میں نے دوزخ میں زیادہ حصہ عورتوں کا دیکھا کیونکہ وہ ناشکری کرتی ہیں[۵]۔

پھر عورتوں میں تعاون نہیں ہوتا اور یہ ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ یورپ کی عورتیں بھی تعاون نہیں کر سکتیں۔ میں یورپ میں گیا تو ایک عورت نے سوال کیا کہ کیا تمہارے ملک میں دروازے ہوتے ہیں۔ (یورپ کے لوگ عموماً دروازے بند رکھتے ہیں) تو میں نے کہا دروازے ہوتے ہیں اور پھر کھلے ہوتے ہیں۔ تو اس عورت نے غلطی سے سمجھا کہ ہم پر اعتراض کیا ہے کہ یورپ کے لوگ مہمان نواز نہیں ہوتے اور ہم مہمان نواز ہیں۔ پھر شکر کے ساتھ آپس میں ہمدردی ہونی چاہئے۔

پھر عورتوں کو بہت زیادہ صبر کرنے کی بھی مشق چاہئے جو ان میں بہت کم ہے۔ صبر کا جذبہ مشق کرنے سے پیدا ہوتا ہے جو ہمارے ملک کی عورتوں میں بھی بہت ہی نایاب ہے کیونکہ ان کو عادت نہیں۔ اور یہ محنت اور بہادری سے آتا ہے۔ یہاں تو اگر کوئی ذرا بھی تکلیف پہنچ جائے تو یہ رونے لگ جاتی ہیں حالانکہ ملکوں کے ساتھ جنگ ہو تو رونا کیسا؟ تحمل، برداشت اور صبر کی صحابیات میں بہت مشق تھی۔ ایک صحابیہ کا ذکر ہے کہ ان کا جنگ میں باپ، بیٹا، خاوند شہید ہوئے تو کچھ پرواہ نہ کی اور بار بار رسول اللہ ﷺ کی خیریت دریافت فرماتیں اور پھر حضور کی زندگی کی خوشخبری سن کر کہا رسول اللہ زندہ ہیں تو کچھ پرواہ نہیں[۶]۔

اسی طرح ایک صحابیہ بی بی نے جنگ میں دشمنوں میں گھرے ہونے پر خیموں کے ڈنڈے اکھاڑ کر اتنی جنگ کی کہ دشمن کا ناطقہ بند کر دیا اور ان کو بھگا دیا۔ مگر ہمارے ملک کی عورتیں ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے لگ جاتی ہیں کہ میرا صبر، یہ صبر کوئی صبر نہیں ہوتا۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کی نسبت آیا ہے آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے ایک عورت بیتابی سے رو رہی تھی۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیوں روتی ہے؟ عرض کیا گیا حضور اس کا بچہ فوت ہو گیا ہے۔ آپؐ نے اس عورت کے پاس جا کر فرمایا صبر کرو۔ وہ جواب دیتی ہے کہ جس کے دل کو لگے وہی جانے۔ اے شخص (اس نے رسول کریم کو نہیں پہچانا تھا) تیرا ابھی کوئی بچہ مرتا تو جانتا کتنا دکھ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے تو کئی بچے مر گئے ہیں۔ پیچھے جب اس کو کسی نے بتایا کہ آپ رسول کریم ﷺ تھے تو وہ عورت دوڑی آئی کہ یا رسول اللہ میں نے آپؐ کو پہچانا نہ تھا اب صبر کرتی ہوں، معاف فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اب کیا صبر ہے۔ صبر تو پہلے کرنا تھا۔ رو دھو کر صبر کرنا بے فائدہ ہے[۸]۔

تو تم بھی اگر صحابیات کی طرح صبر کرنے کی مشق کرو گی تب کچھ ملکی معاملات اور حقوق کو استعمال کرنے کی قابلیت پیدا کرو گی۔ ورنہ جو آدمی ذرا ذرا بات پر صبر اور تحمل، برداشت کی عادت نہیں رکھتا وہ ملکی معاملات میں کیا ہمت دکھلا سکتا ہے۔ تمہارا دماغ غم والم وغیرہ سے خالی ہو گا تب کچھ کام کر سکو گی ورنہ یوں ہی زبانی واویلا بے کار ہے۔

پھر جرأت ہے۔ یاد رکھو انسان سے جرأت سب کام کرواتی ہے۔ اگر دل میں جرأت ہو تو انسان بہادری سے کام کر سکتا ہے ورنہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اپنی دلی جرأت جس طرح کام کروا سکتی ہے کسی دوسرے کی امداد سے وہ کام ہرگز نہیں ہو سکتا۔

ایک واقعہ کشمیریوں کا لکھا ہے کہ کشمیری قوم کے لوگ ایک فوج میں بھرتی ہوئے۔ جب جنگ ہونے لگی تو جرنیل نے حکم دیا کہ فلاں جگہ فوج کھڑی ہے۔ تو ایک دو سپاہی افسر کے پاس جا کر عرض کرنے لگے کہ حضور ہمارے ساتھ کوئی پہرہ دار ہونا چاہئے جو ہماری حفاظت کرے۔ افسر نے سمجھ لیا کہ یہ بزدل ہیں۔ چنانچہ اب کشمیریوں کو فوج میں بھرتی نہیں کیا جاتا۔ مگر ہمارے ایک بزرگ بادشاہ ہوئے ہیں انہوں نے چیونٹیوں سے سبق لیا کہ وہ کئی بار ان کے سامنے دیوار پر سے گری اور پھر چڑھی۔ آخر پوری دیوار طے کر کے کامیاب ہو گئی تو اس سے بادشاہ نے سبق لیا اور کئی بار ہارنے پر آخر فاتح شہنشاہ بن گئے۔ یہ جرأت اور ہمت تھی۔

کہتے ہیں رستم ایک بار کسی پہلوان سے شکست کھا کر نیچے گر پڑا۔ مگر اس کی بہادری اور ہمت کا رعب مشہور تھا تو اس نے سوچا کہ آؤ ہمت کر کے چھوٹ جاؤں۔ چنانچہ جب کہ دشمن اس کی پیٹھ پر سوار تھا اور گردن دبائے بیٹھا تھا اس نے جرأت کر کے اسے زور کی آواز سے ڈرایا کہ رستم آ گیا، رستم آ گیا۔ تو دشمن یہ نام سن کر سہم گیا اور بھاگ گیا۔ اپنے نام کی آڑ لے کر رستم زندہ سلامت رہ گیا۔ تو جرأت اور ہمت کے بغیر بھی انسان ناکام رہتا ہے۔

پھر انکسار اور تواضع ہے۔ ہمارے ملک میں تواضع بہت اچھا لفظ رائج ہے مگر اس کے معنی کم لوگ جانتے ہیں۔ اگر کوئی کسی کو اچھی طرح روٹی کھلا دے تو کہتے ہیں بھئی بڑی تواضع کی۔ یا کوئی حاکم تھانہ دار کسی گاؤں میں چلا جائے تو اس کی خاطر تواضع کرنا بولتے ہیں مگر اصل ترجمہ تواضع کا نہیں جانتے۔ ذکر ہے کہ ایک بادشاہ بذات خود بھیس بدل کر شہروں میں پھرا کرتا۔ ایک دن کسی ایسے مقام پر جا نکلا جہاں ایک جمعدار پہرہ پر کھڑا تھا۔ اس نے بادشاہ کو بھی جو بھیس بدلے ہوئے تھا معمولی آدمی سمجھ کر نخوت اور غرور سے گزرنے نہ دیا اور کہا کہ تو جانتا نہیں میرا کیا عہدہ ہے؟ بادشاہ نے پوچھا: حضور آپ کا کیا عہدہ ہے؟ کیا سپاہی ہیں؟ کہا ذرا اور پر چڑھو۔ اس نے کہا کیا جمعدار؟ کہاں ہوں۔ پھر سپاہی نے پوچھا: تو کون ہے تھانہ دار؟ بادشاہ نے بھی کہا ذرا اوپر بڑھو۔ پھر اس نے کہا اور اوپر بڑھو۔ سپاہی نے کہا ڈپٹی؟ اس نے کہا ذرا اور اوپر بڑھو۔ اسی طرح سوال و جواب سے بادشاہ کے عہدہ تک پہنچا۔ آخر سپاہی نے شرمندہ ہو کر معافی طلب کی۔ تو بعض لوگ تواضع اور انکسار کرنا نہیں جانتے۔ کسی کو ذرا دنیاوی قدر مل جائے پھر نخوت اور تکبر سے بھر جاتے ہیں۔ غرور سے پاؤں زمین پر رکھنا بھول جاتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ بڑے لوگ اگر انکسار کریں تو ان کی قدر افزائی ہوتی ہے اور عزت بڑھتی ہے۔ دیکھو زار روس کی تباہی، قیصر جرمنی کی شکست محض غرور اور نخوت اور انکسار نہ کرنے کے سبب سے ہوئی۔ مگر بادشاہ جارج پنجم کی بہت بڑی عزت ہے۔ رعیت کو اگر انکسار اور تواضع سے پیش آئیں تو ہزار گنا زیادہ عزت ہوتی ہے۔ شہنشاہ معظم کی رعایا ان کے انکسار کے طرز عمل سے قدر کرتی ہے۔ بڑے لوگ اگر انکسار کریں تو لوگ ان کو آنکھوں پر بٹھاتے، ان کی دل و جان سے خدمت کرتے ہیں۔ قوم کا امیر ان کا خادم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عین اسلام پر عمل در آمد فرماتے ہوئے ایک فارسی کا شعر لکھا ہے۔

"منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را"

یعنی میرے لئے کرسی مت رکھو کہ میں ایک غریب اور عاجز انسان ہوں۔ تو بہت سے فوائد انکسار کرنے اور عاجز بننے میں ہوتے ہیں۔ یہ ایک نفس کی اصلاح اور اپنی قدر کروانے کا طریق ہے۔

پھر ایک قابل قدر چیز قربانی ہے۔ اگر اپنے حقوق سے فائدہ لینا چاہتی ہو تو قربانیاں کرو، نفس کی قربانیاں، مال کی قربانیاں، اپنی خواہشات کی قربانیاں۔ دوسروں کی خدمت کرو، خدمت کرنے والا آدمی بڑا ہوتا ہے دوسرے سب چھوٹے ہیں۔ دیکھو اگر یورپ کی کوئی بڑی شہزادی خدمت کرتی ہے، ہسپتال میں جا کر بیماروں، معذوروں کو دیکھتی ہے، ان کو کچھ دیتی یا پوچھتی ہے تو کتنا بڑا رتبہ پاتی ہے۔ سو تم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں سے ہو جو اپنے آپ کو خادم اسلام سمجھتے تھے۔ تم بھی ہر قسم کی قربانی کر کے خدمت خلق میں مصروف ہو جاؤ تا کہ دین و دنیا کی کامیابیاں حاصل کرو۔

آخر میں ضروری نصیحت کرتا ہوں کہ اتحاد کے لئے **ایک نظام اور پابندی کی ضرورت ہے۔** عورتوں میں نظام اور پابندی قوانین بالکل نہیں۔ یہ بہت ضروری بات ہے۔ کوشش سے اس پر عامل ہونا چاہئے۔ دیکھو اسلام میں جب شراب کی حرمت کا حکم ہوا ہے فوراً صحابہ کرامؓ نے تعمیل کی۔ پھر ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا بیٹھ جاؤ تو سب لوگ جہاں بھی آپ کی آواز پہنچی بیٹھ گئے۔ کسی صحابی نے دوسرے کو ایک راستہ میں غیر مانوس سی جگہ پر بیٹھے دیکھ کر پوچھا یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ تو اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو تعمیل ارشاد کے لئے یہیں بیٹھ گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ کیا بات ہے میں نے صرف تعمیل ارشاد کی۔ تو تم بھی یہ ضروری اور نہایت ضروری بات سیکھو کہ نظام اور پابندی قوانین کے لئے ہر ایک حکم ماننا ضروری ہے۔

اس کے بعد میں عورتوں کو دو کام بتاتا ہوں۔ چاہئے کہ کوشش کر کے سوچیں اور مجھے نتیجہ سے اطلاع دیں تا کہ پھر ہم اپنی ساری جماعت میں اس کو رائج کریں۔ اس میں اوّل تو برقعہ اور پردہ کا سوال ہے۔ شرعی پردہ کے لئے نہ تو وہ پرانا برقعہ کچھ مفید ہوا کیونکہ پردہ کے علاوہ عورت کو تازہ ہوا اور صحت کی بھی ضرورت ہے جو اس برقعہ میں نہیں اور نہ اس میں بچہ گود میں اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر آگے سے ہوا سے کھل جائے یا اٹھانا پڑے تو صرف پچھلا حصہ ہی چھپ سکتا ہے سامنے کا سب لباس نظر آتا ہے اور نئے فیشن کا برقعہ بھی بعض کو پسند نہیں۔ شاید اس لئے بھی کہ اس میں زینت اور خوبصورتی نمایاں ہو جاتی ہے اس لئے رڈی سمجھتے ہیں اور چادر سے بھی دقت ہوتی ہے۔ اس لئے میں سلسلہ کی قابل خواتین اور سلائی کی ماہر بہنوں سے خواہش رکھتا ہوں کہ وہ اپنے لئے کوئی ایسا برقعہ سوچیں کہ جو صحت اور شرعی پردہ کے لحاظ سے آرام دہ ہو۔ پھر ہمیں بتائیں۔ میں تو سینا پرونا نہیں جانتا خواتین خود ہی بہتر طور سے جانتی ہیں۔ اُمید ہے کہ وہ سوچ کر ہمیں اطلاع دیں گی اور ہم اس پر غور کر کے پھر اسے رائج کر دیں گے۔

دوسری بات زنانہ نمائش کی نسبت ہے جو صنعت و حرفت کے لحاظ سے ہو۔ ہر قسم کے نمونے کی اشیاء جو آپ کے شہروں میں بنتی ہوں وہ مرکز میں لائی جائیں۔ موجودہ نمائش تو بجائے اشیاء کی نمائش کے خود لجنہ کی نمائش ہو جاتی ہے۔ سو ہماری خواتین کو اس پر توجہ کرنی چاہئے کہ ہر ایک چیز جو ان کے شہر میں عمدہ بنتی ہے اس کے بھیجنے کا انتظام کریں یا مجھے بتلائیں پھر میں اس کا انتظام کر کے لجنہ کو بتاؤں گا کہ نمائش کس کو کہتے ہیں۔ دو تین سال سے تو تجربہ کر کے دیکھا ہے یہ کچھ نہیں کر سکتیں۔ سو ہماری خواتین کو ضرور اس کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ دو کام ان کے ذمہ ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ سال ان پر عمل در آمد ہو گا۔ اخیر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان نیک کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(مصباح ۱۵ جنوری ۱۹۳۲ء)

☆ ☆ ☆

(۱) مرقس باب ۳ آیت ۳۱ تا ۳۵ (مفہوماً)
(۲) تذکرہ صفحہ ۳۹۶۔ ایڈیشن چہارم۔
(۳، ۴) یہ واقعہ حضرت ابو بکر شبلیؒ کا ہے جو بعد میں حضرت جنیدؒ بغدادی کے مرید بنے۔ (تذکرۃ الاولیاء اردو صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۳۔ مطبوعہ کشمیری بازار لاہور)
(۵) بخاری کتاب الایمان باب کفران العشیر۔
(۶) السیرۃ النبویہ لابن ہشام الجزء الثالث صفحہ ۱۰۵۔ مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۹۳۶ء۔
(۸) بخاری کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور۔

(یہ خطاب انوار العلوم جلد ۱۲ صفحہ ۵۵۳ تا ۵۶۱۔ مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

محترم مرزا عبدالحق صاحب کا انٹرویو

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۳، ۲۴ اور ۲۵ جنوری ۲۰۰۲ء کے شماروں میں گزشتہ ۸۰ سال سے ممتاز جماعتی خدمات کی توفیق پانے والے خادم سلسلہ محترم مرزا عبدالحق صاحب کا تفصیلی انٹرویو شائع ہوا ہے۔

محترم مرزا عبدالحق صاحب جنوری ۱۹۰۰ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام قادر بخش صاحب تھا۔ بچپن میں ہی والدین کے سایہ سے محروم ہوگئے اور پھر اپنے بڑے بھائی بابو عبدالرحمٰن صاحب کے پاس شملہ میں رہے۔ ۱۹۱۳ء میں جب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ شملہ تشریف لے گئے تو آپ بھی حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضورؓ کی شخصیت اور تقدس کا بہت گہرا اثر آپ نے قبول کیا۔ ۱۹۲۱ء میں آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۲۱ء میں بی اے کر کے آپ شملہ میں ملازم ہوگئے لیکن ڈیڑھ سال بعد استعفیٰ دے کر لاء کالج میں داخلہ لے لیا اور حضرت مصلح موعودؓ کے توجہ دلانے پر قانون کا امتحان پاس کیا۔ ۲؍جنوری ۱۹۲۶ء کو حضورؓ کے حکم سے گورداسپور میں وکالت کی پریکٹس شروع کردی۔

آپ کی پہلی شادی ۱۹۲۳ء میں ہوئی۔ اس بیوی سے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ پہلی شادی کے چار سال بعد آپ کی دوسری شادی اپنے چچا کی وفات کے بعد اُن کی اہلیہ سے ہوئی جن سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

آپ نے کئی علمی موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، خدا تعالیٰ نے آپ کو فہم قرآن اور تحقیق و تدقیق کا ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔ تین جلدوں پر مشتمل آپ کی کتاب ''تنویرالقلوب'' بہت معروف ہے۔ ایک کتاب ''روح العرفان'' میں حضرت مسیح موعودؑ کی وہ تحریرات آپ نے یکجا کردی ہیں جو روحانی ترقی میں فائدہ دے سکتی ہیں۔ اس کے گیارہ بارہ سو صفحات ہیں۔ ایک کتاب ''صداقت حضرت مسیح موعودؑ'' ہے جس کے متعلق ایک بزرگ نے آپ کو لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ مَیں نے یہ کتاب اپنے حضور قبول کرلی ہے۔ اس کے علاوہ پانچ دیگر کتب ہیں اور چھ جلدوں پر مشتمل قرآن کریم کے تفسیری نوٹس اس کے علاوہ ہیں۔ ۱۹۲۱ء میں آپ نے پندرہ پارے بھی حفظ کئے۔ قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کی کلاس آپ نے ہمیشہ جاری رکھی۔ ۱۹۸۵ء میں جب آپ لندن آئے تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر رمضان کے دوران کرائیڈن مشن ہاؤس میں درس قرآن دینے کی سعادت پائی۔

وکالت کی پریکٹس شروع کرتے ہی آپ کا معمول تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کے لئے گورداسپور سے ہر ہفتہ کو سائیکل پر قادیان چلے جاتے۔ یہ فاصلہ ۱۸ میل کا تھا۔ کبھی ناغہ نہ کیا۔ حضورؓ کی معیت میں کئی سفروں کی بھی توفیق پائی اور ۱۹۲۷ء میں ڈلہوزی میں گرمیوں کی تعطیلات حضورؓ کی صحبت میں گزارنے کی سعادت ملی۔ حضورؓ آپ سے بہت محبت کا سلوک فرماتے۔

۱۹۲۲ء میں جب مجلس مشاورت کا آغاز ہوا تو آپ جماعتی نمائندہ کی حیثیت سے اس میں شامل ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں جب مقامی جماعت کی طرف سے آپ کا نام نہ گیا تو حضورؓ نے ازخود آپ کو ممبر مقرر فرمادیا۔ اس کے بعد سے آپ باقاعدگی سے مجالس مشاورت میں شریک ہوتے آرہے ہیں۔ صرف ۱۹۷۰ء اور ۲۰۰۰ء میں بیماری کی وجہ سے شامل نہ ہوسکے۔ حضورؓ کے دور سے مجلس مشاورت کے کئی اجلاسات کی صدارت کی سعادت بھی آپ کو ملتی رہی ہے۔

۱۹۲۶ء میں گورداسپور کے امیر مقرر ہوئے اور قیام پاکستان تک خدمت بجالائے۔ ۱۹۴۸ء میں سرگودھا رہائش اختیار کی اور اُس وقت سے وہاں کے امیر ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں صوبائی امارت قائم ہوئی تو آپ صوبائی امیر پنجاب مقرر ہوئے اور ۱۹۹۸ء تک خدمت کی جب صوبائی امارت اختتام کو پہنچی۔ آپ پہلے قادیان اور پھر ربوہ میں پچاس سال تک صدر انجمن احمدیہ کے ممبر رہے۔ ۳۵ سال تک صدر قضاء بورڈ رہے اور چالیس سال سے جماعت کی فنانس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ دو سال صدر وقف جدید رہے۔ تدوین فقہ کمیٹی، زکوٰۃ کمیٹی اور انٹرنیشنل رشتہ ناطہ کمیٹی کے صدر رہے۔ خلافت ثانیہ کے آخری ایام میں صدر نگران بورڈ بھی رہے۔ ۱۹۵۲ء میں مجلس افتاء کے رکن مقرر ہوئے اور ۶۹ء تا ۷۵ اور پھر ۹۳ء سے تاحال اس کے صدر ہیں۔

آپ کو جلسہ سالانہ کے مواقع پر متعدد تقاریر کرنے کا موقع بھی ملا اور ربوہ اور لندن کے جلسوں میں کئی اجلاسات کی صدارت کی سعادت بھی عطا ہوئی۔ آپ کو دنیا کے کئی ممالک کی سیاحت کا موقع بھی ملا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ بھی آپ کا گہرا تعلق رہا۔ حضورؒ خلیفہ بننے کے بعد متعدد مواقع پر آپ کے گھر تشریف لائے۔ ۱۹۶۵ء میں آپ نے اپنے گھر میں ایک مسجد بنانی شروع کی جو ۱۹۶۶ء میں مکمل ہوگئی۔ حضورؒ نے اس مسجد کا افتتاح بھی فرمایا۔

آپ نے آغاز میں کئی بار اپنے وقف کی درخواست پیش کی۔ آخر ایک بار حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو لکھا کہ آپ کی زندگی وقف ہے، آپ فکر نہ کریں۔ حقیقت میں آپ کو مسلسل ایک واقف زندگی کی طرح ہی خدمت کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔

۲؍جنوری ۱۹۴۸ء کو آپ نے سرگودھا میں بطور سرکاری وکیل چارج لیا۔ اس سے قبل آپ کی فیملی لاہور کچھ عرصہ ٹھہر کر سرگودھا آچکی تھی۔ سرگودھا میں آپ کو ملنے والی کوٹھی میں بہت قیمتی سامان موجود تھا جو آپ نے خود درخواست دے کر حکومت کے بیت المال میں جمع کروا دیا۔ اگرچہ متعلقہ افسر نے آپ سے کہا کہ آپ بھی تو ہندوستان میں اپنا سامان چھوڑ کر آئے ہیں لیکن آپ نے جواب دیا کہ قانون یہی کہتا ہے کہ یہ سامان پہلے بیت المال میں جمع ہوگا اور پھر مستحقین میں تقسیم ہوگا۔

آپ کے ذاتی کتب خانہ میں ۱۹ الماریاں نایاب کتب سے بھری ہوئی ہیں اور بہت سا علمی خزانہ آپ خلافت لائبریری ربوہ کو دے چکے ہیں۔

آپ ملک بھر میں ایک ممتاز قانون دان کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں صدر ضیاءالحق نے آپ کو اقلیتوں کے لئے صدارتی مشیر مقرر کرنا چاہا۔ جب ڈپٹی کمشنر نے آپ کو پیغام دیا تو آپ نے اُسے جواباً فرمایا: ''مَیں سرتاپا اپنے آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا پیروکار سمجھتا ہوں۔ آپؐ پر ایمان لانا ہمارا دین ہے اور قرآن کریم کو اوّل تا آخر خدا کا کلام سمجھتا ہوں۔ حج کی سعادت حاصل کرچکا ہوں اور ۱۶ سال کی عمر سے اب تک کوئی نماز یا روزہ قضا نہیں کیا اور حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو اپنی بہت بڑی خوش قسمتی سمجھتا ہوں جنہیں غلبہ اسلام کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اندریں حالات آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مَیں اس عہدہ کو قبول کرلوں گا؟''۔ اس کے جواب میں چند دن بعد دارالحکومت اسلام آباد سے بغیر دستخط کے ایک خط آپ کو موصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ کیوں نہ آپ کی جماعت کو باغی قرار دیدیا جائے اور آپ لوگوں کی جائیدادیں ضبط کرلی جائیں؟۔

اسی طرح جب ضیاءالحق نے مجلس شوریٰ قائم کی تو اسلام آباد سے انسپکٹر جنرل کا آپ کو فون آیا کہ آپ کا نام بھی اس کی ممبری کے لئے تجویز کیا گیا ہے، آپ کو منظور ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اگر بحیثیت مسلمان پیش کرو تو منظور ہے اگر بحیثیت اقلیت پیش کرو تو منظور نہیں۔ اُس نے کہا کہ ہم مذہب وغیرہ کچھ نہیں لکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اس طرح تو مَیں اقلیت ہی سمجھا جاؤں گا اس لئے منظور نہیں۔ وہ پچیس منٹ بات کرتا رہا اور آخر میرے مسلسل انکار پر فون بند کردیا۔

۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے بعد آپ کے خلاف چار مقدمات درج ہوئے جن سے آپ بری قرار دیئے گئے۔ دو مقدمات مساجد پر کلمہ لکھوانے کے سلسلہ میں بنے اور ایک خدام کے اجتماع میں تقریر کرنے پر قائم ہوا جبکہ ایک مقدمہ آپ اور محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب پر مشترکہ قائم ہوا جب حضرت میاں صاحب نے مجلس مشاورت کی صدارت کی اور آپ اُن کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

۱۹۸۶ء میں آپ کا امریکہ میں پیٹ کا آپریشن ہوا۔ سرجن نے بعد میں کہا کہ آپ کا پیٹ اندر سے اس طرح صاف ہے جس طرح ایک دو سال کے بچے کا ہوتا ہے۔ آپ کی لمبی عمر کے بارہ میں کئی لوگوں کو خوابیں آئی ہیں۔ ایک خواب میں آپ کی عمر ۱۲۰ سال بتائی گئی۔ آپ کی صحت بہت اچھی ہے اور روزانہ متوازن خوراک استعمال کرتے ہیں جس میں دیسی انڈہ، دودھ، بادام، شہد، چھوٹے گوشت کے کباب، چاول، سبزیاں اور پھل شامل ہیں۔ آپ ہمیشہ وہ خوراک کھاتے ہیں جس کا دل چاہے، کبھی بھی فالتو چیز نہیں کھاتے۔ سیر کے لئے اپنے وسیع مکان کے کئی چکر لگالیتے ہیں نیز نماز تہجد کو بھی اپنی سیر کا حصہ بتاتے ہیں۔

جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو آپ کو خیال آیا کہ اب بڑھاپا شروع ہورہا ہے اور مَیں نے کچھ بھی جمع نہیں کیا۔ تب آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح پہلے فضل کئے رکھا ہے، آئندہ بھی ایسا رہے۔ آپ کو خواب میں بتایا گیا کہ مَیں اس سے زیادہ تیری حفاظت کروں گا جو اس سے پہلے تھی۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نہ کبھی غیر معمولی بیمار ہوئے نہ کبھی مالی تنگی کا شکار ہوئے۔

۱۹۳۱ء میں آپ ایک بار مقروض ہوگئے اور مکان کا کرایہ ۸۴۰ روپے واجب الادا ہوگیا۔ ایک دوست کو علم ہوا تو وہ پانچ سو روپے لے کر آئے کہ بطور قرض رکھ لیں لیکن آپ نے کو ٹادیئے اور دعا کرنی شروع کی تو خواب میں بتایا گیا کہ یہ تکلیف اس لئے تجھ پر لائی گئی ہے کہ صبر پیدا ہو۔ پھر وہ قرض معلوم نہیں کب ادا ہوگیا۔

***

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۶؍فروری ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت حضرت مصلح الدین راجیکی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

نہ جھپکنے پائے تھے آنکھ ہم کہ فلک کا دَور بدل گیا
جو چلا بھی جھونکا نسیم کا تو کلی کلی کو مسل گیا
اسے کیا خبر کہ سکونِ عشق کی منزلیں ہیں کہاں کہاں
جو ادھر بڑھا تو الجھ گیا جو ادھر بڑھا تو پھسل گیا
اسے اپنے بادہ و جام پر اے خرابِ دہر گماں نہ کر
کہ یہ جامِ عشق وہ جام ہے کہ جو پی گیا وہ سنبھل گیا

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
18/10/2002 – 25/10/2002

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Friday 18th October 2002
18 Ikha 1381
11 Sha'aban 1423

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
01:00 Yassarnul Qur'an: Programme No. 38
01:30 Majlis-e-Irfan: Rec: 20.07.01
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02:10 MTA Variety: Jalsa Salana 1998 in Jehlum
Presented By: Saleem-Ud-Din
02:40 MTA Sports: Badminton Semi-final match
Badminton and Table Tennis
03:20 Around the Globe: Documentary
Topic: 'The wreck of the Lady Elign'
04:20 Seerat-un-Nabi: programme No. 68
Discussion on the life of Prophet Muhammad
05:00 Homoeopathy class: Class No. 98
06:05 Tilawat, MTA News
06:35 Liqaa Ma'al Arab: Session No. 331
Rec: 02.10.97
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
07:40 Saraiki service: discussion on 'Seerat-un-Nabi'
Programme No. 19
08:20 Dars-e-Hadith: With Siraiki Transalation
Part 3
08:40 Majlis-e-Irfaan: Rec: 20.07.01 ®
09:20 Ta'aruf: Presentation of MTA Pakistan
Interview with Syeed Maqbool Ahmad
10:20 MTA Indonesian service.
11:20 Seerat-un-Nabi: programme No. 68 ®
12:00 Friday sermon: Live sermon from London
By Hadhrat Mirza Tahir Ahmad
13:05 Tilaawat, MTA News
13:35 Dars-e-Malfoozaat: Urdu language
14:00 Mulaqaat: Sitting with Bengali guests
15:05 Friday sermon: Rec: 18.10.02 ®
16:05 French service: production of MTA France
17:05 German service: presentation of MTA studios
18:10 Liqa Ma'al Arab: session No. 331 ®
Rec: 02.10.97
19:15 Arabic service: various programmes in Arabic
Followed by a Nazm
20:15 Yassarnal Qur'an: Correct Pronunciation
By Qari Muhammad Ashiq Sahib
20:50 Majlis-e-Irfan: Rec: 20.07.01 ®
21:35 Friday sermon: Rec: 18.10.02 ®
22:35 Dars-e-Hadith: sayings of the holy prophet
Presented by Maulana Abdus Salaam Tahir
22:50 Homeopathy class: class No. 98 ®

Saturday 19th October 2002
19 Ikha 1381
12 Sha'aban 1423

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
00:50 Yassarnal Qur'an: programme No. 36
Correct pronunciation of the holy Qur'an
01:20 Q/A Session: With English Speaking friends
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02:25 Kehkashaan: Topic: 'Polite language'
Hosted by: Meer Anjum Parvez
03:05 Urdu class: Session No. 471
Rec: 19.03.99
04:05 Anwar-ul-Aloom: Quiz programme No. 3
Presentation of MTA Studios, Pakistan.
04:50 Mulaqaat: Sitting with German guests
Rec: 04.03.00
06:05 Tilawaat: recetation byQari Muhammad Ashiq
06:10 MTA News: In English, Urdu and Bengali
06:30 Liqaa Ma'al Arab: Session No. 332
Rec: 21.10.97
07:30 Mauritian Service: Classe des Enfants
08:25 Dars-ul-Qur'an: session No. 11
Rec: 22.01.97
10:10 Indonesian service: variety of programmes
11:20 Kehkashaan: Topic: 'Polite Language' ®
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
12:50 Urdu class: session No. 471 ®
Rec: 19.03.99
13:50 Bangla Shomprochar: variety of programmes
Presentation of MTA Bangladesh
14:50 Children's class: Rec: 19.10.02
15:55 French Service: Classe Des Enfants
16:45 German Service: Various Programes
17:50 Liqa Ma'al Arab: session No. 332 ®
Rec: 21.10.97
18:50 Arabic service: various programmes in Arabic.
19:50 Yassarnal Qur'an: session No. 36 ®
20:20 Q/A session: English Speaking guests ®
21:25 Children's Class: Rec: 19.10.02 ®
22:25 Mulaqaat: German speaking guests Rec.04.03.02
23:20 Quiz Anwar-ul-Aloom: Programme No. 3

Sunday 20th October 2002
20 Ikha 1381
13 Sha'aban 1423

00:05 Tilaawat, Seerat-un-Nabi, News.
01:00 Children Class: With Huzoor,
Rec: 02.06.01
01:30 Q/A with Huzoor and Urdu speaking guests.
Rec: 01.09.95
02:30 Discussion. 'Fate of opponents of Hadhrat
Masih Maud (AS)'.
03:20 Friday Sermon Rec: 18.10.02 ®
04:20 Tehrik-e-Ahmadiyyat: Quiz Programme
05:00 Young Lajna and Nasiraat Mulaqaat:
With Hazoor
06:05 Tilaawat, MTA International News.
06:40 Liqaa Ma'al Arab session No: 333
07:45 Spanish Service: Translation of Huzoor's
Friday Sermon. Rec: 16.02.98
08:50 Moshaa'irah: An evening with Obaidullah
Aleem Rec: 10.06.96
09:25 Safar Hum Nay Kiya: A visit to 'Tindyani'
09:45 Tehrik-e-Ahmadiyyat: ®
10:15 Indonesian Service: Various Items
11:15 Discussion: 'Fate of the opponents of Hadhrat
Masih Maud (AS)' ®
12:05 Tilaawat, Seerat-un-Nabi, MTA News.
13:00 Majlis-e-Irfaan: Session in Urdu
14:00 Bangla Shomprochar: Various items
15:05 Young Lajna and Nasiraat Mulaqaat ®
16:05 Friday Sermon Rec:18.10.02 ®
17:05 German Service: Various Items
18:10 Liqaa Ma'al Arab: Session No: 333 ®
19:15 Arabic Service: Various Items
20:15 Children Class: With Huzoor ®
20:45 Q/A with Huzoor: Rec: 18.08.95 ®
21.50 Moshaa'irah: Poetry recital ®
22:25 Mulaqaat with young Lajna and Naasiraat ®
22:45 Mulaqaat: ®
23:45 Seerat-un-Nabi: ®

Monday 21st October 2002
21 Ikha 1381
14 Sha'aban 1423

00:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, MTA News.
01:00 Kudak: Children's programme No: 44
01:15 Cartoon: 'Tepoo and Metoo'
01:30 Q/A Session with English speaking guests.
02:30 Ruhaani Khazan'en: a quiz in Urdu.
On the books of Hadhrat Masih Maud (AS)
03:30 Urdu Class: Lesson No.474
Rec: 28.08.99
04:35 Learning Chinese with Usman Chou.
05:05 Rencontre Avec Les Francophones:
Q/A with Huzoor and French speakers
06:05 Tilawat, MTA News.
06:30 Liqaa Ma'al Arab Session No: 334
Rec: 20.10.97
07:35 Chinese Programmes from Chinese Book
'Islam among religions'.
08:00 Speech: 'Blessings of Khilafat'
08:45 Q/A Session: Huzoor and English Speakers
Rec: 19.10.97
09:50 Khutabaat-e-Imam: Quiz Programme
10:20 Indonesian Service: Various Items
11:20 Safar Ham Nay Kiya: visit to 'Maree,
Pakistan'
12:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, MTA News.
12:50 Urdu Class: Lesson No.474 ®
13:55 Bangla Shomprochar: Various Items
15:00 Rencontre Avec Les Francophones: ®
16:00 French Service: Various Items
17:00 German Service: Various Items
18:00 Liqa Ma'al Arab: Session No.334 ®
19:05 Arabic Service: Various Items
20:05 Kudak: Children's Programme ®
20:25 Q/A Session ®
21:30 Ruhaani Khazna'en: Quiz Programme ®
22:25 Rencontre Avec Les Francophones: ®
23:25 Safar Ham Nay Kiya: visit to 'Maree,
Pakistan' ®

Tuesday 22nd October 2002
22 Ikha 1381
15 Sha'aban 1423

00.05 Tilawat, Dars-e-Hadith, News.
00:55 Children Corner: Education programme based
on Waqfeen-e-Nau syllabus
01:30 Ilmi Khatabaat: 'Khilafat-e-Rashida and the
renewal of religion'. 1968.
02:30 Medical Matters: 'Bone Injuries'
Hosted by Dr Mujeeb ul Haq Khan
03:15 Around The Globe: 'Return to Sweden'.
04:15 Lajna Magazine: Programme No: 34.
05:00 Bengali Mulaqaat: With Huzoor.
Rec: 15.05.02
06.05 Tilawaat, MTA News
06:25 Liqa Ma'al Arab: Session No:338
Rec: 30.10.97
07:25 MTA Sports: Basketball match
08:25 Spotlight: Urdu speech Topic: 'The life and
character of the holy Prophet (saw)'
08:45 Dars-ul-Qur'an Session No. 14 Rec: 26.01.97
10:20 Indonesian Service: Various Items
11:20 Medical Matters: 'Bone Injuries'
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
12:55 Q/A Session with Huzoor and English speaking
friends.
13:55 Bangla Shomprochar: Various Items
15:00 German Mulaqaat: With Huzoor
16:00 French service.
16:55 German Service: Various Items
18:00 Liqaa Ma'al Arab Session No.338 ®
19:00 Arabic Service: Various Items
20:00 Children's Corner: ®
20:35 Ilmi Khitabaat: Speech ®
21:35 Around The Globe: 'Return to Sweden',
22:35 From The Archives: Friday Sermon
Rec: 30.11.90
23:40 Spotlight: ®

Wednesday 23rd October 2002
23 Ikha 1381
16 Sha'aban 1423

00:05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, MTA News.
00:55 Guldastah: Children's Programme
01:30 Reply To Allegations: By Huzoor
02:35 Hamaari Kaa'enaat: By Syed Tahir Ahmad,
No.31
03:15 Urdu Class: With Huzoor Class No. 474
04:15 Seerat Sahaba Rasool: Speech
By Hafiz Muzaffar Ahmad
05:00 From the Archives: Friday Sermon
Rec:30.11.90
06:05 Tilaawat, MTA News.
06:30 Liqaa Ma'al Arab: Prog No. 339
Rec: 05.11.97
07:35 Swahili Service: Selected sayings of the Holy
Prophet(saw)
08:30 Swahili Service: Discussions in Swahili
language
09:05 Reply To Allegations: By Huzoor ®
10:15 Indonesian Service: Various Items
11:15 Seerat Sahaba Rasool: ®
12:05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
13:00 Urdu Class: With Huzoor ®
14:00 Bangla Shomprochar: Variety Items.
15:05 From The Archives: F/S Rec: 30.11.90 ®
16:10 Recontre Avec Les Francophones
17:10 German Service: Various Items
18:15 Liqaa Ma'al Arab: Prog No.339 ®
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19:20 Arabic Service: Various Items.
20:30 From The Archives: F/S Rec: 30.11.90
21:30 Guldastah: Childrens programme No. 57
22:10 Hamaari Kaa'enaat: 'The Earth's axis' ®
22:40 Reply to Allegations: By Huzoor ®

Thursday 24th October 2002
24 Ikha 1381
17 Sha'aban 1423

00:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
01:00 Waqifeen-e-Nau: Various items.
01:30 Q/A Session: Huzoor with English speakers
Rec: 15.02.98 Part 2
02:30 Safar Hum Nay Kiya: Visit to Dubai creek
03:00 Al Maa'idah: Cookery Programme.
03:15 Canadian Horizon: Children's Class No.43
Presented by Naseem Mehdi Sahib.
04:30 Computers for Everyone: Educational item.
By Mansoor Ahmad Nasir.
05:00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.276
Rec: 13.10.98
06:05 Tilawat, MTA News, Dars-e-Malfoozat
06:30 Liqa Ma'al Arab: Session No.340
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
07:30 Sindhi Service: Friday Sermon by Hazoor
08:30 Q/A Session: Rec: 15.02.98
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
09:30 Spotlight: 'Blessings of Congregational
prayer'.®
10:15 Indonesian Service: Various items.
11:15 MTA Travel: Documentary on 'Dubai creek'
11:30 Computer for Everyone
12:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
12:45 Q/A Session: Rec: 01.09.95. ®
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
13:55 Bangla Shomprochar: Friday Sermon
15:00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.276 ®
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16:00 French Service: Various items.
17:00 German Service: Various items.
18:05 Liqa Ma'al Arab: Session No.340 ®
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19:05 Arabic Service: Daily items
20:05 Waaqifeen-e-Nau Items ®
20:35 Q/A Session: Rec: 15.02.98. Part 2.
21:35 Al Maa'idah: A cookery programme
21:50 Spotlight
22.35 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.276 ®
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.35 MTA Travel: Visit to 'Dubai creek.' ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8875 1285
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 9 | Friday, October 18, 2002 | Issue No. 42

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی تعمیل میں

کینیا (Kenya) (مشرقی افریقہ) میں

نو مبایعین کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی کلاسز کا اہتمام

(رپورٹ: محمد افضل ظفر ۔ مبلغ سلسلہ کینیا)

الحمد للہ، ثم الحمد للہ، کینیا ان خوش نصیب ملکوں میں سے ایک ہے جہاں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو بفضل خدا دن دونی و رات چوگنی ترقی نصیب ہو رہی ہے اور جہاں بتوفیق باری تعالیٰ نو مبایعین کی تعلیم و تربیت اور نئی جماعتوں کے قیام کا کام پوری مستعدی کے ساتھ جاری ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق جلسہ سالانہ لندن کے بعد تین ماہ خصوصی طور پر تعلیم و تربیت پر توجہ دی جاتی ہے تا نو مسلموں اور نو احمدیوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرایا جاسکے۔ نیز انہیں نظام جماعت سے منسلک کر کے مفید اور فعال قوت بنایا جائے۔

ماہ اگست ۲۰۰۲ء میں امیر صاحب کینیا مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ نے مرکز کی خصوصی ہدایات کے مطابق تمام ریجنز میں مبلغین کو نو مبایعین کی تعلیم و تربیت کے لئے تربیتی کلاسز منعقد کرنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ تمام مرکزی مبلغین کے زیر اہتمام ریجنل سطح پر اور مقامی معلمین کے ذریعہ مقامی سطح پر نو مبایعین اور دیگر احمدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جو کوششیں کی گئیں ان کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

کوسٹ ریجن

کوسٹ ریجن ممباسہ میں مکرم فیض احمد زاہد صاحب مبلغ سلسلہ کی زیر نگرانی کل سترہ (۱۷) تربیتی کلاسز منعقد کی گئیں جن میں ۸۸۲؍افراد نے شرکت کی۔ ان کلاسز میں مرکزی مبلغ کے علاوہ مقامی معلمین نے بھی تدریسی فرائض سرانجام دئے اور شرکاء کو اسلامی عقائد و تعلیمات نیز پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ، آپ کے خلفاء راشدین، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت سے متعلق بھی بتایا گیا۔ نیز مجالس سوال و جواب کے ذریعہ بھی احباب کو حقیقی اسلام یعنی جماعت احمدیہ سے متعلق معلومات فراہم کی گئیں۔ علاوہ ازیں نماز تہجد کا بھی اہتمام کیا گیا اور جہاں سہولت میسر تھی وہاں احباب کی دلچسپی اور تفریح کے لئے فٹ بال میچ بھی رکھے گئے۔

ان کلاسز میں مرکزی مبلغ مکرم فیض احمد زاہد صاحب کے علاوہ مقامی مجلس عاملہ اور خدام الاحمدیہ کے عہدیداران نے بھی شرکت کی اور تنظیمی و تربیتی امور کا جائزہ لیا۔

نکورو (Nakuru) ریجن

نکورو ریجن میں مکرم مقصود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ کی زیر نگرانی بارہ (۱۲) تبلیغی جلسے اور تربیتی کلاسیں منعقد کی گئیں۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں بفضل خدا تین نئے مقامات پر احمدیت کا پودا لگا۔ کریچو، نواشا اور کنگونی کے مقامات پر مضبوط جماعتیں قائم ہوئیں۔ نکورو ٹاؤن اور اس کے نواحی علاقوں میں بھی احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے تربیتی کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ بفضل خدا نکورو ٹاؤن جو جماعتی لحاظ سے ایک نیا علاقہ ہے یہاں اب ایک مضبوط اور فعال جماعت قائم ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ایک احمدیہ میڈیکل کلینک بھی قائم ہو گیا ہے جہاں مکرم ڈاکٹر محمود الحسن صاحب وڑائچ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس طرح اس علاقہ کے مکینوں کی روحانی و جسمانی تندرستی کے لئے جماعت کو خدمات بجا لانے کی توفیق مل رہی ہے۔

ویسٹرن (Western) ریجن

ویسٹرن ریجن میں شیانڈا کا علاقہ جماعتی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے جہاں درجنوں جماعتیں قائم ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت کا ایک ہسپتال اور ایک نو تعمیر شدہ نرسری سکول کام کر رہے ہیں۔

یہاں مکرم محمد طفیل گھمن صاحب اور مکرم نور اللہ خان صاحب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بفضل خدا اس علاقہ میں گزشتہ دنوں تین بنی بنائی مساجد مع ائمہ کرام و مقتدیان جماعت کو ملی ہیں۔ اَلحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ۔

گزشتہ ماہ اس علاقہ میں بھی احباب جماعت کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی جس کے نتیجہ میں ۸ نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا، ۳ مقامات پر نظام جماعت قائم کر کے انہیں باقاعدہ طور پر الگ جماعتیں بنایا گیا۔ ۸۳ نئے احباب مالی قربانیوں کے نظام میں میں شامل ہوئے۔ اور ۸۲ احباب نے چندہ میں اضافہ کیا۔ احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے ۲۶ مقامات پر تربیتی کلاسیں منعقد کی گئیں جن میں ۳۳۵؍احباب شامل ہوئے۔

کسومو اور مابیر اریجن

کسومو اور مابیر اریجن میں مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب مبلغ سلسلہ کی زیر نگرانی چھ ایک روزہ اور ایک پانچ روزہ یعنی کل سات تربیتی کلاسز منعقد کی گئیں جن میں مکرم خواجہ صاحب کے علاوہ معلمین اسحاق عبداللہ اور عبداللہ حاجی صاحب نے تعلیم و تدریس کا فریضہ سرانجام دیا۔ کل ۱۲۱؍احباب نے ان کلاسوں سے استفادہ کیا۔

اس علاقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوران ماہ اگست دو نئی جماعتیں بنیں اور چار جماعتوں میں نظام جماعت رائج کیا گیا۔

مچاکوس (کاریانی)

مچاکوس (کاریانی) کا علاقہ خاکسار محمد افضل ظفر کی زیر نگرانی ہے۔ اس علاقہ میں چھ معلمین کام کر رہے ہیں۔ ماہ اگست میں یہاں بفضل خدا تین نئی جماعتیں قائم ہوئیں، دو پرانی جماعتوں میں نظام جماعت قائم کیا گیا اور عہدیداران مقرر کر کے انہیں ان کے فرائض سے آگاہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں دو نئے مقامات پر احمدیت کا پودا لگا۔ ۹ تربیتی کلاسز منعقد کی گئیں۔ ۸ مقامی سطح پر اور ایک بمقام احمدیہ مسجد کاریانی مرکزی طور پر منعقد ہوئی جس میں بوسیانی، چمبونی، کیہوٹی اور کاریانی سے ۱۰۵؍افراد نے شرکت کی۔ اس کلاس میں خاکسار کے علاوہ مکرم معلم حمیسی، معلم ابراہیم اور معلم آدم بکاری نے تدریسی فرائض سرانجام دئے۔ اور شرکاء کلاس کو اسلامی عقائد و تعلیمات سے آگاہ کیا گیا۔ نیز وضو، اذان، اقامت، نماز اور نماز جنازہ وغیرہ سے متعلق عملی طور پر سمجھایا گیا۔

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیا سیدہ عینا ریاض الحسن صاحبہ اور مکرم محمد حسین جوریج صاحب نائب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیا نے بھی اس ماہ خاکسار کے ساتھ ریجن کی تمام جماعتوں کا دورہ کیا۔ اور ہر جگہ خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے الگ الگ اجلاسات منعقد کر کے تنظیمی و تربیتی امور کا جائزہ لیا۔ دوران ماہ اس حلقہ میں مختلف مقامات پر مجالس سوال و جواب بھی منعقد ہوئیں اور شرکاء کے سوالوں کے تسلی بخش جوابات دئے گئے۔

اجتماع خدام الاحمدیہ

کسرانی، نیروبی کے نواح میں ایک نئی جماعت ہے جہاں جماعت کو بفضل خدا ایک خوبصورت مسجد "بیت الرحمٰن" بنانے کی توفیق ملی ہے۔ یہ اس علاقہ میں پہلی مسجد ہے۔ ماہ اگست میں کسرانی، ڈنڈورا، مائل سبعہ وغیرہ نواحی جماعتوں کے خدام و اطفال کا اجتماع "بیت الرحمٰن" کسرانی میں منعقد ہوا۔ مکرم قریشی عبدالمنان صاحب سیکرٹری امور عامہ کینیا نے اس کا افتتاح کیا۔ ان نئی جماعتوں کے کل ۱۶۰ خدام اور اطفال نیز ۷۵ خواتین نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ مکرم امیر صاحب نے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیا کی درخواست پر لجنہ اماء اللہ کو بھی اس اجتماع میں شرکت کی خصوصی اجازت مرحمت فرمائی تھی تاکہ وہ بھی اس سے علمی و روحانی استفادہ کر سکیں۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک مجلس سوال و جواب کا اہتمام بھی کیا جس میں موصوفہ نے ممبرات لجنہ اماء اللہ اور مہمان خواتین کے سوالوں کے تسلی بخش جوابات دئے نیز تنظیمی امور کا جائزہ لیا۔

اجتماع ہذا میں مختلف علمی و ورزشی مقابلے بھی ہوئے جن میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام اور اطفال کو انعامات دئے گئے۔ خدام و اطفال کے لئے ایک مجلس سوال و جواب کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں خاکسار محمد افضل ظفر، مکرم نور اللہ خان صاحب مربی سلسلہ اور مکرم معلم عثمانی ڈوزو نے سوالات کے جوابات دئے۔ اگرچہ اس اجتماع میں اکثریت نو مبایعین بلکہ نو مسلموں کی تھی تاہم مسجد اور کھیل کے میدان ہر دو جگہ پر بے حد نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا گیا۔ چونکہ اس علاقہ میں جماعت کا یہ پہلا اجتماع تھا اس لئے مقامی لوگوں نے بہت دلچسپی اور غور سے اسے دیکھا۔ الحمد للہ کہ احباب جماعت نے قابل تعریف اطاعت اور عمدہ تنظیم کا مظاہرہ کیا۔

مکرم امیر صاحب نے بھی از راہ شفقت اس اجتماع میں تشریف لاکر خدام و اطفال کی حوصلہ افزائی کی۔ اس اجتماع میں علاوہ علمی و ورزشی مقابلوں کے متعدد تربیتی تقاریر بھی ہوئیں۔ مکرم معلم داؤدی اروا صاحب نے تبلیغ کی اہمیت و ضرورت، مکرم معلم عثمانی ڈورو نے ختم نبوت، مکرم محمد حسین جوریج صاحب نے نظام جماعت اور خاکسار نے خدام الاحمدیہ کے اجتماعات کی غرض و غایت کے موضوع پر تقاریر کیں جنہیں دلچسپی اور توجہ سنا گیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کینیا کو اعلیٰ رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان حقیر کوششوں کے اپنے فضلوں سے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔ آمین

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔